احوال

حضرت امام ربانیؒ

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

حضرت نظام الدین مجددی توکلی

سُنّی لٹریری سوسائٹی ۴۹۔ ریلوے روڈ لاہور۔

احوال

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نظام الدین مجددی توکلی

جس میں شہنشاہ اکبر کی ملحدانہ سرگرمیوں کی بیخ کنی نیز جہانگیر اور اس کے درباریوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قید و بند کی مصیبتیں جھیلنے اور شریعتِ اسلامیہ کے رواج کے لئے شب و روز کی انتھک کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور آپ کی تعلیم کو ایسے محققانہ رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ جن پر مسلمانانِ ہندوستان کی مذہبی اور سیاسی زندگی کا دارومدار ہے۔

سنی لٹریری سوسائٹی

۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور

Marfat.com

باسمہٖ تعالیٰ

بفیضان نظر: مجدد عصر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتھم پیرارچی

بیادگار: صوفی بے مثل حضرت مرشدی صوفی گندل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ دستک نمبر **38**

نام کتاب:	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف:	نظام الدین مجددی توکلی
اہتمام واشاعت:	علامہ محمد شہزاد مجددی
صفحات:	۱۰۴
تاریخ اشاعت:	ربیع الاول ۱۴۲۴ھ / مئی ۲۰۰۳ء
کمپوزنگ:	الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ، لاہور
ناشر:	سنی لٹریری سوسائٹی۔ ۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور
ہدیہ:	دعائے خیر بحق معاونین

بیرونی حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت منگوائیں

سُنّی لٹریری سوسائٹی، ۴۹۔ ریلوے روڈ لاہور

E MAIL: msmujaddidi@hotmail.com

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
7	عرض ناشر	ا
9	مقدمہ از مصنف	
11	**دسویں صدی کا ہندوستان**	
11	▪ شہنشاہ اکبر	
12	▪ دین الٰہی	
12	▪ اکبری عہد میں اسلامی تہذیب وتمدن	
13	**سرہند شریف**	
14	▪ ولادت باسعادت	
15	▪ تعلیم	
15	▪ بیعت	
15	▪ حلیہ شریف	
16	▪ بشارات	
17	▪ خواجہ باقی باللہ	
18	**فتنہ اکبری کی اصل**	
20	▪ عوام پر کیا اثر ہوا	
20	▪ اعلائے کلمۃ الحق	
22	▪ اکبر کی موت	
22	**جہانگیر**	
23	▪ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی مخالفت	

جہانگیر کے دربار میں	24
سیاسی چال	25
شاہجہان کا پیغام	27
دولت کدۂ امام ربانی کو لوٹا گیا	27
حضرت امام ربانی قیدخانہ میں	28
بغاوت ہوگئی	29
تخت کی پیش کش	30
جہانگیر کی جاں بخشی	30
حضرت امام ربانی نے بغاوت کیوں روکی؟	31
عمائدین سلطنت	33
خان خاناں	33
خانِ اعظم	34
مفتی صدر جہاں	36
خانجہان	"
قلیج خان	"
طریق اصلاح	37
قید سے رہائی کے احکام	39
رہائی میں رکاوٹ	40
رہائی	40
شرائط	41

Marfat.com

▪ خطرے کا سدِ باب	41
▪ جہانگیر کی عقیدت	43
تعلیمات	43
▪ توحید	44
▪ ردِّ شرک	46
▪ اتباعِ سنّت	48
▪ درستی عقیدہ	50
▪ ختمِ نبوّت	51
▪ شفاعت برحق ہے	51
▪ فضائل صحابہ وحبِ اہل بیت	52
▪ تقلید و مناقب امام اعظم	54
▪ رام و رحمٰن	55
▪ ذبیحہ گاؤ	58
▪ حقوق اللہ وحقوق العباد	58
▪ ولایت کا نشان اتباع شریعت ہے	59
▪ حق تعالیٰ کی طرف پہنچانے کے دو راستے	60
▪ باطن کی صفائی بھی ضروری ہے	61
▪ اتباع شریعت ہی کرامت ہے	61
▪ ایک زبردست غلط فہمی کا ازالہ	63
▪ پیر کی ایذا کیا ہے؟	65

Marfat.com

بیعت کا مقصد	66
دنیوی کاروبار بھی ذکر الٰہی ہیں	67
خلاف شرع کشف	68
پیر کا ادب	69
ردّ فلاسفہ	71
کمال تقویٰ	73
ادب قرآن	"
رعایت مستحب	"
مجدد کسے کہتے ہیں	74
اہم واقعات	79
وفات حسرت آیات	81
نظام الاوقات	84
تصانیف	85
خلفاء	85
صاحبزادگان	86
خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	86
خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	91
خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	97
اشاعت طریقہ	98
وفات	102

Marfat.com

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ○

مسلمانانِ برصغیر پاک و ہند پر جن ہستیوں کے ذریعے اللہ جلّ مجدہٗ نے بے پایاں احسانات فرمائے، اُن میں سے ایک عظیم اور جلیل القدر شخصیت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

علم وفضل، اسرار ومعارف اور تجدید واصلاح کے محاذوں پر آپ نے اپنے عہد میں قیادت اور راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

احیائے شریعت وسنّت اور اماتت بدعات آپ کے نمایاں ترین کارناموں میں سے ہے۔ظاہر وباطن شریعت وطریقت اور صوفی وملّا کے مابین جو دوری اور تفریق بعض متصوفین کے پروپیگنڈے سے پیدا ہو چکی تھی اُسے آپ نے بطریق احسن مٹا کر ایک راہِ اوسط اور جادۂ اعتدال خلق خدا کو فراہم کیا۔

سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے آپ بانی ہیں اور تصوف میں مرتبۂ امامت کے حامل آخری فرد فرید ہیں۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی ہمارے ہاں ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اس مرد کامل واکمل اور امام وقت کے احوال وکمالات اور سوانح حیات سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

حتیٰ کہ متوسلین سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور سالکین طریقت کا بھی قریب قریب یہی حال ہے۔

Marfat.com

لہٰذا برصغیر اور امت مسلمہ کے اس عظیم محسن کے مختصر اور جامع احوال کا ایک مرقع سُنّی لٹریری سوسائٹی کی طرف سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

مفت دینی لٹریچر اور اسلامی کتب کی تقسیم کا یہ سلسلہ عرصہ نو سال سے جاری و ساری ہے۔ سُنّی لٹریری سوسائٹی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے کتب و رسائل بلا قیمت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

اس سلسلۂ خیر کا کریڈٹ سوسائٹی کے معاونین کے علاوہ حکیم اہلسنّت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جاتا ہے۔ جن کے انعکاس صحبت اور فیضان باطنی نے ''انقلاب از کتاب'' کا شعور بخش کر ہم سنّیوں پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لگائے ہوئے علمی واشاعتی پودوں کو بارآور بنائے ——— آمین!

محمد شہزاد مجددی

دارالاخلاص ۴۹۔ ریلوے روڈ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

آج ہندوستان میں جس طرف نظر دوڑائیے کفر واسلام کو متحد کرنے کی سرتوڑ کوششیں ہورہی ہیں۔اورطرح طرح کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کا ایمان بالتوحید شرک وکفر کی دھندلی فضاؤں سے مکدّر کیا جارہا ہے۔خدائے واحد کے ماننے والوں کو ایسے ایسے خوشنما بت جن پر اخلاص، محبت اور اتفاق کا کمال کاریگری سے ملمع چڑھایا گیا ہے۔مفت عطا کیے جارہے ہیں۔بڑے بڑے صاحبِ علم ودانش کا دِل بھی للچائے بغیر نہیں رہ سکتا۔وہ مسلمان جن کی گردنیں خدائے قدوس کے سوا کسی کے آگے نہ جھک سکیں آج ان ہی کی نسلیں خدا کے دشمنوں کے آگے دِل ودماغ فرشِ راہ کیے ہوئے ہیں۔

محبوب کردگار ﷺ کی محبت اور اطاعت کا دم بھرنے والے آج مکّار۔شعبدہ باز مشرکوں کے کردار کو سنّت نبویہ میں شمار کرنے کے لیئے ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں۔مسلمان کا ایمان ضائع کرنے کے لیئے شیطانی دجل ہرروز نئے ایجادات اپنے کام میں لارہا ہے۔افسوس کا مقام ہے۔کہ مسلمان نے آنکھ بند کیئے اس کی تقلید کرلی ہے۔

دسویں صدی ہجری کی غربتِ اسلام پر نظر دوڑائیے۔آج کے حالات کا جائزہ لیجئے۔آپ کو بہت تھوڑا فرق نظر آئے گا۔اس وقت مسلمانوں کی بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مصیبتیں اور تکلیفیں جھیل کر کنارے لگایا۔ آج انہی کا مسلک ہمیں قعر ذلت سے نکال کر اوجِ ثریا پر پہنچا سکتا ہے۔

بزرگوں نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات بہت لکھی ہیں۔اور ملت اسلامیہ کے اس محسن اعظم کے آستانہ عالیہ پر عقیدت کے پھول ہدیہ گزارے ہیں۔مگر ان میں زیادہ تر اسرار ومعارف کا ذکر ہے۔جن کی بلندیوں تک ہمارے دست ہمت پہنچنے

Marfat.com

سے قاصر ہیں۔ راقم الحروف نے نہایت سلیس اور سادہ طور پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے حالات اور آپ کے وہ ارشادات جن کا جاننا ہر شخص کے لئے ضروریات سے ہے۔ جمع کئے تاکہ مسلمان بیدار ہو جائیں اور احساس کریں کہ دنیا میں میرا مقصد حیات کیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات کی سیر تو ان لوگوں کا حصہ ہے جن کو ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط کا مصداق گنا جاتا ہے۔ مجھ ایسا بے بصیرت روحانیت سے خالی شخص ان اسرار و معارف میں دم زندنی کی کیا شوخی کر سکتا ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جن کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہی جان سکتے ہیں۔ اور یہ آپ ہی کا حصہ ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جہاں تک مجھ ایسے بے بضاعت لوگوں کا تعلق ہے۔ صرف ایمان بالتوحید اور اتباع سنت کے ابتدائی مدارج بھی سمجھ لیں۔ تو ان کے لئے قابل صد فخر ہے کیونکہ یہی وہ بنیاد و اساس ہے جس پر تفضّل و تکرم کی دیواریں کھڑی کر کے روحانیت کی عمارت بنتی ہے۔ اور جس روحانیت کی بنیاد یہ نہیں وہ عمارت خواہ کتنی ہی خوش منظر اور جاذب نظر ہو۔ مسلمان کی نظروں میں مردود ہے صرف یہی ایک مقصد تھا جس کے پیش نظر راقم الحروف نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سوانح تحریر کرنے کیلئے کمر ہمت باندھی تا کہ ہر مسلمان اسی اساس و بنیاد پر اپنے اعتقاد عمل کا انحصار سمجھے۔ امید کرتا ہوں۔ کہ اہل علم حضرات اور بزرگانِ طریقت میری اس محنت کا اصل خیال میں لاتے ہوئے میری لغزشوں سے درگزر کر کے دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

نظام الدین توکلی

Marfat.com

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

دسویں صدی کا ہندوستان

دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کی حالت مذہبی حیثیت سے انتہائی طور پر ناگفتہ بہ تھی۔ یوں تو اس وقت کی حکومت کو اسلامی حکومت کہا جاتا تھا۔ لیکن اسی حکومت کے ہاتھوں اسلام کی گت بنی ہوئی تھی۔ اسلام کی ایک ایک چیز کی بے حرمتی کی جارہی تھی۔ اسلام سے تمسخر کیا جاتا تھا۔ مساجد کی بے حرمتی معمولی بات تھی۔ شرک و بدعت کا دور دورہ تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب شہنشاہِ اکبر تخت پر تھا۔

شہنشاہ اکبر

شہنشاہ اکبر پہلے پہل تو اسلام کی طرف مائل تھا۔ مگر بعد میں لا مذہب اور بے دین لوگوں کی صحبت نے اسے گمراہ کر دیا۔ یہاں تک کہ دینِ اسلام سے اسے اچھی خاصی ضد اور دشمنی پیدا ہوگئی اور اسلامی روایات اور معتقدات اسے ناقابل قبول نظر آنے لگے۔

اکبر خود تو ان پڑھ تھا اور پھر قیام سلطنت کے لئے اس نے ایسا سیاسی پہلو اختیار کیا۔ جس سے کہ وہ بزعم خود رعایا کے دل میں گھر کر سکے۔ اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ مسلمان اس وقت ۵۔۶ فیصدی تھے۔ اس لئے اکبر نے مذہب پر سیاست کو ترجیح دی، اور مسلمانوں کے سوا ہر ایک مذہب کی دلداری شروع کر دی۔ ہر مذہب کے علماء کا اجتماع کرانا۔ ان کے مباحثے سننا شروع کر دیا۔ اگر اپنے مذہب سے واقف ہوتا تو شاید اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔ مگر بے علمی کی وجہ سے خیالات میں الجھن پیدا ہوگئی۔ اور مذاہب کی اصلاح کے لئے ایک نیا دین "دینِ الٰہی" کے نام سے رائج کر دیا۔

Marfat.com

دینِ الٰہی

اکبر کے جاری کردہ دینِ الٰہی میں سورج کی پرستش چار وقت لازمی قرار دی گئی۔ اسی طرح آگ، پانی، درخت، گائے، گائے کا پوجنا، قشقہ لگانا، جنیو (زنار) پہننا بھی شامل کیا گیا۔ سوٴر کو پاک قرار دیا گیا۔ منکر ونکیر، حشر ونشر، حساب ومیزان وغیرہ اسلامی معتقدات کا انکار کر کے مسئلہ تناسخ کو مانا گیا۔ ''دینِ الٰہی'' کے قبول کرنے کے لئے اس عہد نامہ کا اقرار کرنا پڑتا تھا:

''میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اپنی خواہش ورغبت اور دلی شوق سے دینِ اسلام مجازی اور تقلیدی کو ترک کر کے اکبر شاہی دینِ الٰہی میں داخل ہوتا ہوں۔ اور اس دین کے اخلاص کے چاروں مرتبے یعنی ترکِ مال۔ ترکِ جان۔ ترکِ ناموس وعزت۔ ترکِ دین۔ قبول کرتا ہوں۔''

''دینِ الٰہی'' میں بادشاہ کو سجدہ واجب قرار دیا۔ سوٴر، جوا، اور شراب حلال قرار دیا گیا۔ داڑھی منڈانا بھی اکبری دِین کا ایک شعار تھا۔ غسل جنابت کو منسوخ قرار دیا گیا۔ رسمِ ختنہ اڑانے کیلئے یہ قانون بنایا گیا کہ بارہ سال سے چھوٹے بچے کا ختنہ نہ کیا جائے۔ چکلہ خانے کھولے گئے اور زنا کی کوئی ممانعت نہ تھی۔ نیز مردہ کو شرقاً غرباً دفن کرنے جس میں اس کا سر مشرق کی طرف اور پاؤں مغرب کی طرف کئے جائیں حکم دیا گیا۔ خود اکبر مغرب کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا۔

اکبری عہد میں اسلامی تہذیب وتمدن

دینِ الٰہی کی ترویج کے علاوہ کفار مساجد کو بے تحاشا منہدم کر کے اس جگہ مندر بنا لیتے اور اعلانیہ کفر کے رسوم انجام دیتے۔ مگر مسلمان احکام اسلام بجالانے سے مجبور ہو گئے۔ گائے کا ذبیحہ ممنوع قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ عربی پڑھنا عربی جاننا عیب قرار دیا

Marfat.com

گیا۔اور فقہ حدیث وتفسیر کے پڑھنے والے مردودوملعون ٹھہرائے گئے۔اور علماء ومشائخ کے نام جو جاگیریں صدیوں سے آرہی تھیں ان میں دست اندازی کی گئی۔خطبہ میں جناب فخر الانبیاء ﷺ کا نام نامی لینے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی۔حتی کہ دربار اکبری میں حضور ﷺ کی اعلانیہ توہین کی جانے لگی اور اپنے خاص مقربین کے نام جن میں محمد یا احمد کا لفظ آتا تھا۔ تبدیل کر دیئے۔دیوان خانہ میں کسی کی مجال نہ تھی کہ اعلانیہ نماز ادا کر سکے۔

یہ ہے عہد اکبری میں اسلام کی حالت کا اجمالی ذکر غرض کہاں تک بیان کیا جائے اس وقت اسلام کتنا غریب تھا اور ایسے وقت میں توحید وسنت کے پیرو کیسے گزر اوقات کرتے تھے۔

اس تاریک دور میں اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی اصلاح کے لئے اپنے ایک مقبول بندے کا انتخاب فرمایا۔جو مجدد بن کر شیخ احمد فاروقی کے نام نامی سے دنیا کے سامنے آیا۔

سرہند شریف

جہاں سرہند شہر آباد ہے قدیم زمانے میں یہاں جنگل تھا۔اور شیروں کا مسکن تھا۔ جب یہاں شہر آباد ہوا۔تو اسی نسبت سے اس کا نام "شیر ہند" جو آج کل (سرہند شریف) سے مشہور ہے۔یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک گاؤں بروس نام سے مشہور ہے۔ جہاں کہ انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

فیروز شاہ تغلق جب پنجاب کا خزانہ لے کر دہلی جارہا تھا۔تو اس مقام پر پہنچا۔ لشکر میں ایک ولی اللہ بھی تھے۔انہیں کشف سے معلوم ہوا کہ اس جگہ ہجرت رسول اللہ ﷺ کے ہزار سال بعد ایک ایسا شخص پیدا ہوگا۔جو اپنے کمالات کے باعث وحید الامت ہوگا۔ چنانچہ فیروز شاہ تغلق نے اس کی بنیاد اسی وجہ سے رکھائی۔اس کی بنیاد حضرت امام رفیع الدین جو حضرت امام ربانی کے اسلاف سے نہایت باورع اور ولی اللہ ہیں۔اور حضرت

Marfat.com

شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔

سرہند شریف کی بنیاد رکھا جانا اس واقعہ کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے ایک ٹوٹی ہوئی یتیموں کی دیوار کو از سر نو تعمیر کیا تھا۔ اور حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہم السلام سے "تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا" ارشاد فرمایا تھا۔ جیسے ظاہر و باطن کے جامع کمالات حضرت نے اس مبارک کام کو سرانجام دیا تھا۔ اسی طرح سرہند کی بنیاد بھی حضرت امام رفیع الدین اور حضرت بوعلی شاہ قلندر کے ہاتھوں رکھی گئی اور پھر حضرت امام ربانی سے بڑھ کر کونسا خزانہ ہندوستان کو میسر آ سکتا ہے۔

ولادت باسعادت

اسی سرہند شریف میں فاروقی مشائخ کے خاندان میں ایک بزرگ جناب مولانا شیخ عبدالاحد جو سیدنا عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ اور سلسلہ چشتیہ کے بہت بڑے صاحب نسبت اور طریقہ قادریہ میں بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ ایک رات خواب دیکھتے ہیں:

"کہ تمام جہان میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ سُور، بندر، ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ یکایک میرے سینے سے ایک نور نکلا جس میں سے ایک تخت نمودار ہوا اور اس پر ایک بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے تمام ظالم، بے دین اور ملحد ذبح کیے جا رہے ہیں اور کوئی ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔ "جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا"

حضرت شیخ نے بیدار ہو کر اس مسرت آمیز خواب کی تعبیر اپنے مرشد کامل قطب دوراں حضرت شاہ کمال کیتھلی سے دریافت کی شاہ صاحب نے فرمایا تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس سے الحاد اور بدعت دور ہوگا۔ چنانچہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ جمعہ کی شب میں اس مبارک خواب کی تعبیر صادق ہوئی اور تجدد دستور کا آفتاب صبح صادق سے پیشتر اس جہاں پر

طلوع ہوا۔

آپ کا نام نامی "احمد" تجویز ہوا بچپن ہی سے وہ سعادتیں جو رب العالمین جل جلالہٗ نے آپ کو عطا کی تھیں۔ آپ سے ظہور میں آنے لگیں۔ اور عام بچوں کی سی کوئی بھی عادت آپ میں نہ پائی گئی۔

تعلیم

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں اور کچھ سرہند شریف کے دوسرے علماء سے تھوڑے ہی عرصے میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور سترہ برس کی عمر میں تمام علوم سے فارغ ہو گئے۔ اور ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات کی ان دونوں نے آپ کے تبحر علمی اور بے پایاں قابلیت کا اعتراف کیا۔

بیعت

شروع میں آپ سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور ان سے تعلیم باطنی حاصل کی اور خلافت حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے حاصل ہوئی۔ حضرت شاہ سکندر ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کے بہت بڑے مشائخ میں سے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر بزرگوں سے بھی آپ نے باطنی تعلیم حاصل کی اور ترقی فرماتے رہے۔ غرض یہ کہ صرف سترہ سال کی عمر میں آپ ظاہری و باطنی کمالات کے جامع اور حاوی ہو چکے تھے۔

حُلیہ شریف

قد مبارک متوسط۔ چہرہ انور با وجاہت، رنگ گندمی مائل سفیدی، پیشانی کشادہ، داڑھی گھنی اور آنکھیں بڑی بڑی، صورت اقدس انوار ولایت سے تاباں، خوبصورتی اور ملاحت کے ساتھ آثار رعب وہیبت نمایاں۔ جو کوئی آپ کی زیارت کرتا بے اختیار یہی

Marfat.com

کہتا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

بشارات

❶ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صلہ کہیں گے۔ (صلہ بمعنی دو چیزوں کو ملانے والا) یہ حدیث شریف حضرت امام ربانی پر پوری صادق آتی ہے۔ اور آپ ہی کے طفیل ظاہر و باطن کو زمانے نے الگ الگ سمجھ رکھا تھا۔ ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔

❷ حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی وفات ۶۰۰ھ میں ہوئی۔ مقامات میں ارقام فرمایا ہے کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہوں گے۔ اور ان میں سب سے پچھلا ۱۰۰۰ء میں پیدا ہوگا۔ جسے اولیاء اولین و آخرین کے کمالات دیئے جائیں گے۔

❸ حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی کے مقامات میں مذکور ہے۔ کہ ایک دن شیخ نے فرمایا کہ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہند میں پیدا ہوگا۔ جو امت کے کل اولیاء سے افضل ہوگا۔ مگر افسوس کہ اس وقت ہم نہ ہوں گے۔

❹ سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے ایک جنگل میں مراقبہ کے دوران ساعت بساعت بڑھنے والے نور کا مشاہدہ فرمایا۔ القا ہوا کہ اس نور کا صاحب عزیز امت ہے۔ جو پانچ سو سال بعد ہمارے پیغمبر کے دین کی تجدید کرے گا اور اس کے فرزند و خلفاء بارگاہِ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہوں گے۔ حضرت غوث پاک قدس سرہٗ نے اس مشاہدہ کے بعد اپنا ایک خرقہ اپنے خلیفہ اکبر کے سپرد کیا اور کہا کہ یہ خرقہ امانت ہے اس شخص کی جس کے متعلق یہ القا ہوا۔ چنانچہ وہ خرقہ حضرت امام ربانی کو حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے پہنچا۔ ان کے علاوہ اور بھی بزرگانِ دین سے اس

Marfat.com

قسم کی بہت سی پیشگوئیاں حضرت امام ربانی کے متعلق منقول ہیں۔

خانِ اعظم جو اکبر کے خاص ارکان سلطنت میں سے ہیں، انہیں نجومیوں نے اس بات کی خبر دی تھی کہ عنقریب ایک مردِ خدا پیدا ہوگا جو ترویج دین میں نائب آنحضرت ﷺ کا ہوگا۔ اور باطل مذاہب وطرق کی بیخ کنی کرے گا۔ اور شریعت رسول اللہ ﷺ کو تازگی بخشے گا۔ اس کے علاوہ سید سلطان اور سید صدر جہان نے بھی حضرت امام ربانی کے متعلق خواب دیکھے اور وہ آپ کی بیعت ہوئے۔

خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ

والد صاحب کے انتقال کے بعد حضرت امام ربانی حج کے ارادے کے لئے دہلی تشریف لائے، وہاں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے کمالات کی شہرت سن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہٗ اللہ تعالیٰ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ اور رہنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ حضرت امام ربانی حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی فرمائش پر ٹھہر گئے اور خواجہ صاحب سے بیعت ہوگئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مرید کو حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی آمد پر تحریر فرمایا:

> ''شیخ احمد نامی ایک عالم باعمل سرہند سے آئے ہیں۔ چند دن اس فقیر کے ساتھ اُٹھے بیٹھے۔ عجیب وغریب حالات ان کے دیکھنے میں آئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چراغ ہوں گے جس سے سارا عالم روشن ہوجائے گا۔''

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اڑھائی ماہ دہلی مین قیام فرمایا۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو خلعتِ خلافت عطا کی گئی اور خاص خاص اصحاب کو تعلیم کے لئے حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ

نے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے سپرد کر دیا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے چند قدم چل کر حضرت امام ربانی کا استقبال فرمایا، اور بڑی بڑی بشارتیں سنائیں۔ اور بہت کچھ اعزاز واکرام کیا۔ تیسری مرتبہ جب حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ سے رخصت ہونے لگے۔ تو حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے ہندوستان آنے سے قبل استخارہ کیا جس میں مجھے معلوم ہوا کہ ایک شیرین نغمہ خوبصورت طوطا میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا ہے۔ میں اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال رہا ہوں۔ اور وہ اپنی چونچ سے میرے منہ میں شکر ڈال رہا ہے۔ میں نے استخارہ اپنے مرشد حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں تمہاری تربیت سے کوئی ایسا شخص ہوگا جس سے ایک عالم منور ہوگا۔ اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے۔ خواجہ صاحب نے اس کا مصداق حضرت امام ربانی کو فرمایا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد (حضرت مجدد الف ثانی) ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں۔ آسمان کے نیچے ان کی نظیر نہیں ہے اور ان جیسے اس امت میں چند ہی آدمی گزرے ہیں۔

ایک بار حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ ہم نے یہاں (سرہند) میں ایک بہت بڑا چراغ روشن کیا، اس کی روشنی آنا فانا بڑھنے لگی۔ پھر ہمارے جلائے ہوئے چراغ سے بیسیوں چراغ جل گئے اس سے مراد تم ہو۔

فتنہ اکبری کی اصل

بوالہوس لوگوں نے اپنے سیاسی اقتدار کو قائم کرتے ہوئے اکبری دور میں اتحاد و یگانگت کے رنگ میں اپنے کو ظاہر کیا۔ جن میں مُلا مبارک اور بیربر نامی پیش پیش ہیں۔ مورخین نے یوں بیان کیا کہ مُلا مبارک نے بیربر سے بادشاہ کے سامنے کہا کہ اے بیربر

Marfat.com

جس طرح تمہارے دین میں تحریفیں ہوئی ہیں اسی طرح ہمارے دین میں بھی بکثرت تحریفیں ہوئی ہیں۔ اس وجہ سے اب اس مذہب پر بھی اعتماد باقی نہیں رہا۔ اور دوسرے یہ کہ ایک ہزار سال کی مدت بھی پوری ہو چکی ہے۔

اس گفتگو سے صاف ظاہر ہے کہ مُلّا مبارک کی سیاست اس بات کا تقاضا کر رہی تھی کہ اب کسی نئے آئین کی ضرورت ہے۔ اس کی صورت کیا ہو؟ اس کے لئے ہمیں اتنا لکھ دینا ہی کافی ہے۔ کہ مُلّا مبارک کا اس اہم مقصد کے لئے بیر بر کو مخاطب کرنا اس بات کا اظہار تھا کہ ہندو مسلم اختلافات رفع کئے جائیں اور پھر جب اکبر ایسا بے علم آدمی جس کے ہاتھ میں اقتدار سلطنت و دولت تمام دینوی سرفرازیاں موجود ہیں۔ بوالہوسوں کے ہتے چڑھ جائے تو یقیناً ان کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہوں گی۔ بہر حال ایک جدید مذہب کی بنیاد رکھ دی گئی۔ جس کے اصول اور قوانین ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ مُلّا مبارک صرف اپنے عہدے اور شاہی تقریب کی خاطر اپنا فرض منصبی ترک کر چکے تھا لیکن بیر بر اس بات میں ایسا پکا نکلا کہ اکبر کے دل و دماغ پر چھا گیا۔ اور وقتاً فوقتاً اپنے مذہب کی فلاسفی سے اسے رام کر لیا۔ علماء وقت جو صاحب اقتدار تھے وہ آپس کے حسد اور رقابت کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان مغلیہ میں جو اسلامی مذہب کی کچھ روایات تھیں وہ اکبر کے دل و دماغ سے یکے بعد دیگرے محو ہونی شروع ہو گئیں۔ اور شاہ ہمایوں کا یہ لختِ جگر مکمل طور پر ملحد اور زندیق ہو گیا۔

ظلم پر ظلم یہ ہوا کہ بڑے بڑے ہندو راجوں نے اپنی لڑکیاں اکبر کے محل کی زینت کر دیں جن کے رسم و رواج اور معتقدات کا اثر بے علم اکبر پر بہت جلد پڑ گیا۔ چنانچہ ہندوؤں کی اکثر مشرکانہ رسوم کا بجالانا اکبر کے حالات سے ثابت ہے۔

Marfat.com

عوام پر کیا اثر ہوا

اکبر کی بے دینی یہ رنگ لائی کہ مشرکین کا بول بالا ہو گیا۔ اور ہر جگہ ان کا اقتدار ہو گیا۔ چنانچہ کفار نے بے خوف و خطر کئی مساجد کو شہید کر کے وہاں مندر بنالئے۔ کاشی کا دن جو کہ ہندوؤں کے برت (روزہ) کا دن ہے۔ اس دن کے لئے اکبر نے یہ اہتمام کیا تھا کہ اس دن شہروں میں کوئی مسلمان دن کو روٹی نہ پکائے۔ اس کے برعکس رمضان شریف میں کھلے بندوں، کھانا پکایا اور فروخت کیا جاتا۔ اور اہل اسلام کی پستی کے سبب کوئی مزاحم نہ ہو سکتا تھا علماءؔ اور فقراء کے ہاتھ میں عوام کی اصلاح ہوتی ہے علماء تو آپس کے حسد کا شکار ہو گئے تھے۔ اور جو اس فتنہ سے بچے تھے ان کے پاس اقتدار نہ تھا۔ اور جن نام نہاد فقراء کو خطابات اور نوازشات سے نوازا جاتا تھا۔ ان میں سلوک کے عروج و نزول کی خبر تک کسی کو نہ تھی۔ اور عیش پسندی اور ہوا پرستی کے خاردار صحرا میں بھٹک رہے تھے۔ یہی نہیں بلکہ نااہل اشخاص کو مرشد اور ولی اللہ اور قطب جیسے جلیل الشان خطابات سے نوازا گیا اور ان تن آسان اور اغراض پرستوں نے عوام کے خیالات سے شریعت کی پیروی کی اہمیت مٹادی۔ اور سنت نبوی کا احیا مشکل ترین ہو گیا۔

اعلائے کلمۃ الحق

ایسے تاریک دور میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز ہی ایک ایسی شخصیت ہے جو اعلائے کلمۃ الحق میں مشغول تھی۔ چنانچہ آپ سرہند سے آگرہ پہنچے، ان دنوں اس کا نام اکبر آباد تھا۔ اور اکبر کے مقربین کو بلوا کر ارشاد فرمایا:

> ''بادشاہ اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو گیا ہے۔ جاؤ میری طرف سے اسے کہہ دو کہ اس کی بادشاہی اس کی طاقت اس کی فوج سب کچھ ایک دن مٹ جانے والی ہے، وہ توبہ کر کے خدا اور رسول کا تابعدار بنے ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے۔''

Marfat.com

ان لوگوں نے جا کر بادشاہ سے کہا لیکن وہ اپنے نئے دین کے عروج کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اس نے حضرت امام ربانی کے اس پیغام کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور اپنے فتنہ کی کامیابی کے اظہار کے لئے خاص دن مقرر کر کے دربار اکبری سجایا۔ دوسری طرف بارگاہِ محمدی بنایا۔ اکبر کا خیال تھا کہ میری بادشاہت اور سلطنت کے مقابلہ میں پرانے اور بوسیدہ مذہب کے پیرو کہاں باہر نکلیں گے اور اس طریقے سے ہی فخر الاولین والآخرین سید المرسلین محمد مصطفےٰ ﷺ کی صداقت کے مقابلہ میں اپنے شیطانی مسلک کو سرفراز کر سکوں گا۔ اور آنے والی نسلیں میرے رعب و داب کا سکہ مانیں گی۔ اسے کیا خبر تھی کہ امام ربانی مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع اس دنیا کو اپنی آمد سے منور کر چکے ہیں۔ چنانچہ اکبر نے اپنے دربار میں بوالہوسوں کی چرب زبانی کے لئے نہایت پرتکلف کھانے تیار کروائے، تاکہ شکم کے بندوں کا گروہ گدھوں کی طرح اس مردار دنیا کی طلب میں اکٹھا ہو جائے اور ایسا ہی ہوا کہ اکبر اور اس کے حاشیہ نشین خوشامدی چاپلوس اور ڈپلومیٹک لوگ جن کے نفس سے انہیں شرعی احکام کی تکلیفوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے دین متین سے باغی ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس دربار میں اکٹھے ہو گئے۔

دوسری طرف دربار محمدی لگایا گیا جو ان تمام تکلفات سے بری تھا۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی غیرت اسلامی یہ کب گوارا کر سکتی تھی کہ اکبر ایسا ملحد آقائے دو جہان ﷺ کی تذلیل کرے۔ چنانچہ حضرت مجددؒ اپنے چند غریب دوستوں کے ساتھ اس دربار میں جلوہ افروز ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری کہ ہوا کا ایک سخت طوفان آیا اور اکبری دربار تہ و بالا ہو گیا۔ خیموں کی چوبیں اس زور سے اکھڑیں کہ ہزار حفاظتوں کے باوجود اکبر بھی ان کی زد سے نہ بچ سکا اور زخمی ہو گیا لیکن مجددؒ صاحب علیہ الرحمہ کی قیام گاہ بالکل محفوظ رہی۔ اور ذرا سا بھی نقصان نہ ہوا۔

Marfat.com

اکبر کی موت

بعض مؤرخین نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اکبر کی موت انہیں زخموں کی وجہ سے ہوئی جو دربار اکبری منعقد کرنے کے دن سے اسے عبرت کے طور پر لگے۔ایک مؤرخ نے اکبر کی موت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ موت کے وقت اس نے توحید و رسالت کی تصدیق کی اور سورۃ یٰسین بھی سُنی اور اُمراء کو بلا کر ان سے کہا سنا بخشوایا۔خدا کرے کہ اس کا موت کے وقت صحیح اسلام پر جان دینا سچ ہو۔اور خدائے قدوس کے دربار میں معافی کا طلبگار گردانا جائے۔یوں تو اس کے بوئے ہوئے فتنے کا بیج ایسا مہلک تھا۔کہ چند سال میں ہندوستان سے اسلام کا نام ونشان مٹا دیتا،مگر خداوند قدوس کا کون شکر ادا کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے امام ربانی ایسے بزرگ کو ہمارے لئے مشعلِ راہ بنا دیا تا کہ ہندوستان میں آنے والی نسلیں ایسے پُر آشوب زمانوں میں اس فیض و برکات کے مینار کی روشنی سے اپنے دلوں کو منور کرتی ہیں۔

جہانگیر

اکبر کی موت کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت کا وارث ہوا۔شروع شروع میں یہ بھی اپنے باپ کے قدم بقدم چلا لیکن قدرت نے اس میں بعض خوبیاں بھی بھری ہوئی تھیں اور یہی خوبیاں اسے راستی پر لانے میں ممد و معاون ثابت ہوئیں۔جس طرح اکبر کا ماحول اسے لے ڈوبا تھا۔اسی طرح جہانگیر کا ماحول بھی تاریک تھا اتفاق سے جہانگیر کی بیوی نور جہاں شیعہ مذہب رکھتی تھی البتہ قابل باپ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے سیاسی امور میں نہایت شائستہ تھی۔اور جہانگیر کے ملکی عدل و انصاف کا سکہ نور جہاں ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔جہانگیر بھی اپنے عاشقانہ مزاج کی وجہ سے نور جہاں کے حسن کا متوالا ہو گیا۔اور امور سلطنت قریباً قریباً نور جہاں ہی کے سپرد کر دیئے۔اور یہاں تک وارفتہ ہو گیا کہ اکثر کہا

Marfat.com

کرتا تھا۔ میں نے سلطنت نور جہاں کو بخش دی۔ ایک سیر شراب اور آدھ سیر گوشت کے سوا مجھے کچھ نہیں چاہیے۔

اس میں شک نہیں کہ نور جہاں نے اپنی زندگی میں رفاہِ عامہ کے کاموں میں بہت دلچسپی لی۔ اور اکثر صدقات و خیرات اور غربا و مساکین کی پرورش اس نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ اور اسی حسن اخلاق کی وجہ سے عوام نے بھی اس کی قدر کی مگر بسا اوقات اپنے ذاتی منشاء کو پورا کرنے کے لئے تباہ کن فتنہ بھی کھڑا کر دیا۔ الغرض جہانگیر اس کا بندۂ بے دام ہو گیا تھا اور قلعہ پر شیعوں کی حکومت قائم ہو گئی۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی مخالفت

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ احیاء سنّت رسول ﷺ کے لئے کوشاں تھے۔ اور آپ نے تبلیغ حق کا کام نہایت وسیع پیمانہ پر شروع کر دیا تھا۔ بوالہوس لوگ آپ سے جلنے لگے اور آپ کے خلاف غلط شہرت پھیلانی شروع کر دیں۔ آپ کے مکتوبات میں طرح طرح کی بے بنیاد اور غلط عبارتیں شامل کر کے علماء کو آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ اور بادشاہ کے کان بھی آپ کے خلاف بھر دیئے۔

سب سے پہلے نور جہاں کا شیعہ ہونا۔ اس بات کا مقتضی تھا۔ کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا مسلک کہیں جہانگیر اختیار نہ کر لے اور اس میں ایک سیاسی پہلو بھی تھا کہ نور جہاں اپنے داماد کو تخت و تاج کا وارث بنانے میں کوشاں تھی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی روافض کے رد میں بے باکانہ جرأت نور جہاں کو سیخ پا کر رہی تھی۔ اور مجدد صاحب اور آپ کے ساتھی نور جہاں کی نگاہ میں معتوب و مقہور ہو چکے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ رقص و سرود کی محفلوں کے شیدائیوں کے لئے طریقہ نقشبندیہ جس میں اتباع سنت کی تاکید تھی۔ برافروختہ کر رہا تھا۔ مکتوبات شریف کی دو جلدیں اس وقت مرتب

ہو چکی تھیں۔ چنانچہ ایک شخص حسن خان نامی کابل کا رہنے والا، حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ کی بیعت ہوا۔ چند دن بعد آپ کے ایک متوسل سے اس کی آزردگی ہوگئی تھوڑے ہی دن اسے حلقہ ارادت میں آئے ہوئے تھے، طبیعت کی کجی اور نفس کی شرارت میں مبتلا ہو کر اس نے اس ناراضگی کا بدلہ حضرت امام ربانی سے لینے کی ٹھان لی۔ چنانچہ اس نے مکتوبات شریف میں تحریف کر کے کفریہ اور زندیقانہ عبارتوں کے ساتھ اضافہ کے ساتھ بیس نقلیں مرتب کیں اور ہندوستان وافغانستان کے مشہور مشہور علماء اور مشائخ کے پاس وہ نقلیں بھیج کر ان سے فتاوے طلب کیے۔

یہ ایک زبردست فتنہ تھا۔ ہندوستان کے جلیل القدر اور صاحب علم وفضل حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور آپ نے حضرت مجدد کی تردید میں چند رسالے اور مضامین لکھ ڈالے۔

جہانگیر کے دربار میں

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی مخالفت میں اچھا خاصا محاذ بن گیا۔ جہانگیر نے آپ کو دربار میں طلب کیا آپ تشریف لے گئے اور چند سوالات وجوابات کے بادشاہ کو تسلی ہوگئی اور آپ کی طرف سے اطمینان ہوگیا۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی مخالفت میں ذاتی اقتدار، حسد اور غلط فہمیاں تینوں اپنی اپنی جگہ کام کر رہی تھیں۔ جس کے نتیجہ کے طور پر حضرت امام ربانی کو دربار میں طلب کیا گیا مگر دشمنوں کی چال کارگر نہ ہوئی۔

مخالفین نے جب یہ دیکھا کہ ہمارا کیا کرایا سب بیکار ہوگیا۔ اور بادشاہ امام ربانی کی طرف سے مطمئن ہوگیا ہے تو انہوں نے جہانگیر کو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے خلاف سیاسی رنگ میں بھڑکانا شروع کر دیا اور اسے خائف کرنا شروع کر دیا کہ:۔

Marfat.com

"احمد سرہندی حکومت کا باغی ہے بڑا سرکش اور خطرناک آدمی ہے۔ دربار میں سجدہ کا رواج جو شاہِ اکبر کے وقت سے آ رہا ہے، اس کے خلاف فتویٰ بھی دے چکا ہے اور اس کے پاس ایک لاکھ زرہ پوش سوار موجود ہیں کسی نہ کسی وقت بغاوت کر دے گا۔"

جہانگیر کے لئے یہ سیاسی خطرہ مذہبی خطرہ سے بھی زیادہ تشویشناک تھا۔ مکتوبات شریف کی تحریف شدہ عبارتیں اور حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے تردیدی مضامین بھی حاسدوں نے بادشاہ کی نظر سے گزارے ہوئے تھے۔

سیاسی چال

جہانگیر نے امراء وارا کین کو جمع کیا اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے متعلق مشورہ کیا۔ مختلف راؤں کے بعد بادشاہ نے اپنے وزیر آصف جاہ (جو کہ شیعہ تھا) کی رائے پر اتفاق کیا کہ جو امرأ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے حلقہ بیعت میں آ چکے ہیں۔ انہیں بے خبر دور دور علاقوں پر تنخواہیں بڑھا کر تبدیل کر دیا جائے اور اس کے بعد جو کاروائی کی جائے بہتر رہے گی۔ چنانچہ خانِ خاناں کو ملک دکن پر سید صدر جہان کو مشرقی ممالک پر۔ خانِ جہاں کو مالوہ پر اور مہابت خان کو کابل پر تعینات کیا گیا اس کے علاوہ اور بھی امرأ کو اسی طرح الگ الگ علاقوں کی گورنری پر مقرر کر کے روانگی کا حکم دے دیا اور پھر دوسری بار حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کو بادشاہ نے طلب کیا اور آدابِ شاہانہ یعنی سجدہ کا مطالبہ کیا مگر خدائے قدوس کی بارگاہ میں جھکنے والا سر دنیوی بادشاہوں کے دربار میں کب جھک سکتا ہے۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اس غیر شرعی تعظیم سے سختی سے انکار کر دیا، اور ارشاد فرمایا کہ:

"سوائے خدا کے کسی کو سجدہ جائز نہیں اور اے جہانگیر کیا یہ کھلی حماقت نہیں کہ میں اپنے ہی جیسے ایک بے بس اور مجبور انسان کو سجدہ کروں۔"

Marfat.com

جہانگیر یہ الفاظ سن کر غیظ و غضب سے بھر گیا۔ وہ کبھی یہ باور ہی نہیں کر سکتا تھا کہ میرے پُر ہیبت دربار میں کسی کو جرأت ہو سکے گی کہ میرے حکم کی خلاف ورزی کرے اور اتنی بے باکی اور بے خوفی سے گفتگو کرے اور حقیقت بھی یہی تھی کہ آج تک سچی بات کہنے والا اس کے ہاں آیا ہی کون تھا؟ جو لوگ اس وقت اسلام کے پاسبان اور نگہبان ہونے کے مدعی تھے، وہ صرف بادشاہ جہانگیر کی خوشی کے خواہاں تھے۔ انہیں اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ کی رضا سے کیا واسطہ تھا۔ لیکن خدا کی زمین پرستارانِ توحید اور شمع نبوّت کے پروانوں سے کبھی خالی نہیں ہوئی۔ اور پھر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ جیسا عظیم البرکت انسان جو محبوبیت کے گہوارے میں پلا ہو اور ''اَلَااِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط'' کا صحیح مصداق ہو اور جہانگیر ایسے سرکش بادشاہوں کے دماغ ٹھیک کرنے کے لیے پروردگارِ عالم نے جسے قبولیت کی خلعت سے نوازا ہو دنیوی جاہ و جلال رعب و داب سے کیسے مرعوب ہو سکتا تھا؟

دشمنوں نے اپنی چال کامیاب ہوتے دیکھ کر بغلیں بجانی شروع کیں اور وہ اسی تاک میں تھے کہ اگر امام ربانی علیہ الرحمہ نے سجدہ تعظیمی سے انکار کریں گے تو بادشاہ کے معتوب ہوں گے اور اگر سجدہ کر گئے تو مریدین کی نظروں سے گر جائیں گے اور عوام مسلمین بھی انہیں ساقط الاعتبار سمجھیں گے۔

علماء نے ان امراء کی پاس خاطر حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے قتل کا فتویٰ دے دیا جن میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی شامل تھے، لیکن بعد میں اپنے کیے پر پچھتائے اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے کمالات کے معترف ہو گئے۔ قدرت کاملہ نے اس عظیم المرتبت جامع کمالات ہستی کو ایک جہاں کی ہدایت و رشد کا ذریعہ بنانا تھا۔ جہانگیر نے بھی موت کا حکم تو دے دیا، مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد مقلب القلوب نے اس کے دل کو

Marfat.com

اس حکم سے لوٹنے کی توفیق دی اور کچھ سوچ کے بعد حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کو جیل بھیج دینے پر ہی اکتفا کیا۔

شاہجہان کا پیغام

قدرت الٰہی کا کرشمہ سمجھئے کہ جہاں نور جہاں کی شیعت کی وجہ سے بعض افسر اس فتنہ میں مبتلا تھے وہیں اکثر امراء سلطنت حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی عقیدت اور محبت دل میں رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ شہزادہ خرم جو بعد میں شاہجہان کے نام سے موسوم ہوا آپ سے خاصی عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے اپنے خاص الخاص دو معتمد افضل خان اور خواجہ عبدالرحمٰن کو حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا اور فقہ کی کتابیں جن میں سجدہ تعظیمی کی اباحت بتائی گئی تھی ساتھ کیں اور کہلا بھیجا اگر جناب بادشاہ سے ملاقات کے وقت سجدہ کر لیں تو میں ذمہ لیتا ہوں کہ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچ سکے گی۔

اس کے پیغام کے جواب میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ:۔

> ''جان بچانے کے لئے یہ بھی جائز ہے مگر عزیمت اسی میں ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا جائے۔''

دولت کدۂ امام ربانی علیہ الرحمہ کو لُوٹا گیا

جہانگیر نے آپ کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈالنے کے حکم کے علاوہ آپ کے دولت کدہ کو بھی لُوٹنے کا حکم دیا مگر صبر و تسلیم کے اس مجسمہ نے اُف تک بھی زبان سے نہ نکالا۔ پروردگار حقیقی پر کامل ایمان رکھنے والے پیکر نور اور اخلاق محمدی کی زندہ تصویر نے تکلیف دینے والوں کے حق میں بددعا تک نہ کی۔ بلکہ اپنے متوسلین کو اسی اخلاق محمدی کا مظہر بننے کی تلقین کی۔

Marfat.com

حضرت امام ربانی قید خانہ میں

قید خانہ سے پہلے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ اپنے دوستوں سے فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ہم پر ایک بلا نازل ہو گی جو ہمارے لئے مقامات ولایت کی ترقی کا باعث ہو گی۔ کیونکہ امتحانات کی کڑی منزلیں گزرنے کے بغیر ان ترقیوں کا حصول ممکن نہیں۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد حضور اکرم فداہٗ امّی و ابی کے اس ارشاد کے معنی سمجھا رہا ہے کہ:۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو کہ بے شک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (ترمذی)

المختصر یہ کہ حضرت امام ربانی کو اجین (ریاست گوالیار) کے قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ گوالیار کا یہ قید خانہ ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا جن کو حکومت کا باغی قرار دیا جاتا تھا۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ جب وہاں پہنچے تو کئی ہزار نفوس کو وہاں پایا۔ جن میں ہزارہا غیر مسلم بھی تھے۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم اس جیل خانہ کے قیدیوں کے لئے رشد و ہدایت کا باعث ہوئے۔ غیر مسلم اسلام کی لازوال دولت سے مالا مال ہوئے۔ اور باقیوں نے حسب استعداد ظاہری و باطنی کمالات کے خزائن سے جھولیاں بھر بھر کر اپنے اپنے سینوں کو مالا مال کیا۔ جیل خانہ میں کوئی قیدی ایسا نہ رہا جسے امام ربانی علیہ الرحمہ کے دستِ سخا نے علم کی دولت اور کمالاتِ روحانی سے محروم رکھا ہو۔ وہ قیدی جو قید خانہ کی غیر مانوس زندگی کو اپنے لئے ایک لعنت کا طوق سمجھتے تھے۔ حضرت امام ربانی کی موجودگی کے باعث اسی قید خانہ کو جنت ارضی کا ایک قطعہ سمجھنے لگے۔ اور وہ فاسق و فاجر جنہوں نے اپنی زندگی کا واحد مقصد عیش و طرب کی محفلیں سمجھا ہوا تھا۔ اور قید خانہ کی دیواریں اُن کے راستے میں حائل تھیں۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات کی بدولت عشقِ الٰہی کی سرمدی نعمت کو دلوں

Marfat.com

میں سمیٹ کر رات کی تاریکیوں میں خدائے لم یزل کی بارگاہ میں سر جھکانے کے مشتاق بن گئے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایسے مسیحا نے چشم زدن میں ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں خاک سے اکسیر خذف سے گوہر اور تانبے سے کندن بنادیا۔

جہانگیری سلطنت کے عمائدین جو کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ سے عقیدت رکھتے تھے۔ انہیں پہلے ہی دور دور مقامات پر تعینات کروادیا تھا۔ یہ بھی نُور جہاں کی ایک سیاسی چال تھی، تاکہ امام ربانی علیہ الرحمہ سے عقیدت رکھنے والے یہ صاحبِ اقتدار کوئی ایسا قدم نہ اُٹھا سکیں جس سے سلطنت جہانگیری دھڑام سے نیچے آگرے اور حقیقت بھی یہی تھی۔

بغاوت ہوگئی

چنانچہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی قید کی خبر سُن کر خانِ خاناں۔ خان اعظم۔ سید صدر جہان۔ اسلام خان۔ مہابت خان۔ مرتضی خان۔ تربیت خان۔ خان جہان لودھی۔ سکندر خان۔ حیات خان۔ دریا خان۔ جو سلطنت جہانگیری کے مختار رکن تھے۔ سخت بے چین ہوگئے اور بغاوت پر تیار ہوئے۔ آپس میں خط و کتابت کی اور سب نے متفق ہوکر مہابت خان کو جو کابل کی گورنری پر متعین تھا۔ اپنا سر گروہ تسلیم کرلیا اور اسے فوج و خزانہ سے مدد دی مہابت خان نے بادشاہ کی اطاعت سے سر پھیر دیا۔ اور بادشاہان بدخشان و خراسان اور توران سے امداد لے کر جہانگیر پر فوج کشی کا حکم دیدیا۔ خطبہ اور سکہ سے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ جہانگیر بھی اپنا لاؤ لشکر لے کر مہابت خان کے مقابلہ کو کابل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جہانگیر کے کابل کی طرف جانے کے بعد باقی بھی امراء بادشاہ کے باغی ہوگئے۔ انہوں نے بھی انحراف کر کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ اور شاہی طرف داروں کو جو کہ نور جہاں کے معتمد تھے، برطرف کردیا۔

تخت کی پیشکش

اب معاملہ صاف تھا۔ بادشاہ کے باغی امراء نے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ سے استدعا کی کہ ہماری شاہی مسند کو رونق بخشی جائے اور اس کے ساتھ ہی اپنے سرانجام دیئے ہوئے کام کی تفصیل آپ تک پہنچائی مگر حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں تمام امراء کو تحریر فرمایا:

"مجھے سلطنت کی ہوس نہیں اور میں تمہارے فتنہ وفساد کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے جو قید کی تکلیف اُٹھائی وہ اور کام کے لئے ہے۔ جب وہ کام پورا ہو جائے گا میں خود بخود تمہاری کوشش کے بغیر ہی قید سے رہا ہو جاؤں گا۔ یہ فساد میرے کام کی رکاوٹ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم بغاوت سے باز آ جاؤ، اور فوراً اپنے بادشاہ کی اطاعت قبول کرو، میں بھی انشاء اللہ جلد ہی قید سے آزاد ہو جاؤں گا۔"

ادھر مہابت خان بادشاہ جہانگیر کے مقابلے پر تھا۔ اسی اثناء میں جہانگیر کی فوج میں سے بہت سے آدمی مہابت خاں کے ساتھ جا ملے۔ اور بادشاہ محصور ہو گیا۔ آصف جاہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور اسکی تو اچھی خاصی درگت کی گئی۔ تمام شرارتوں کی جڑ بھی یہی تھا۔ اور اسی کے پڑھائے ہوئے سبق نُور جہاں کی معرفت جہانگیر کی اصلاح میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔

جہانگیر کی جان بخشی

جہانگیر اور آصف جاہ کی گرفتاری کی خبر نور جہاں کو ملی تو وہ بھی امداد کے لئے پہنچی۔ مہابت خان نے اسے بھی قید کر لیا اور چاہتا تھا کہ ان تینوں کو حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے قید کرنے کا مزا چکھائے۔ کہ عین اسی وقت حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا وہ مکتوب جو آپ نے امراء کو لکھا تھا۔ مہابت خاں کو پہنچا اور اپنے ساتھی امراء کی طرف سے بھی حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے مکتوب سے مشرف ہونے اور اس کے مضمون کے متعلق خطوط

Marfat.com

ملے۔مہابت خاں حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا حکم پڑھ کر جہانگیر کے پاس آیا، اور کہا کہ میں حضرت کے حکم سے آپ کو رہا کرتا ہوں، اور جہانگیر کو تخت پر بٹھا کر سوائے سجدہ کے تمام شاہی آداب بجالایا۔

حضرت امام ربانی نے بغاوت کیوں روکی؟

یہ مسئلہ بعض سوانح نگاروں نے پیچیدگی میں ڈال دیا بعض نے تو سرے سے ہی بغاوت کا انکار کر دیا اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی زندگی کو اپنے خیالات کے مطابق ڈھالتے ہوئے جہاد بالسیف سے بیزار لکھ ڈالا۔

شاید ان لوگوں کی نظر حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے اس مکتوب پر نہیں پڑی۔ جو آپ نے مرزا عزیز کی طرف تحریر فرمایا۔اس مکتوب کے آخری الفاظ ملاحظہ ہوں:

''سابق سلطنت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے دین مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ضِد اور عناد ہے۔اس سلطنت میں بظاہر وہ ضد اور عناد نہیں ہے اگر ہے تو مسئلہ سے ناواقف ہونے کے سبب بہر حال خطرہ ضرور ہے کہ رفتہ رفتہ عناد اور ضد پیدا ہو جائے اور مسلمانوں کو پھر وہی دشواری پیش آجائے۔''

(مکتوب نمبر ۶۰ جلد اول)

اسی طرح ایک مکتوب جو قصبہ سامانہ کے بزرگ سادات اور قاضیوں اور رئیسوں کو تحریر فرمایا جب کہ ایک خطیب کے خطبہ پڑھتے وقت خلفاء راشدین کا نام حذف کرنے کی خبر آپ کے گوش گزار کی گئی۔اس مکتوب کے آخری حصے میں تحریر فرمایا:

''اس قسم کا بدبودار پھول ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک نہیں معلوم کہ ہندوستان میں کِھلا ہو۔عجب نہیں کہ اس معاملہ سے تمام شہر متہم ہو جائے۔ بلکہ ہندوستان سے اعتماد دور ہو جائے۔ سلطان وقت اہل سنت اور حنفی المذہب

Marfat.com

ہے۔اس کے زمانہ میں اس قسم کی بدعت کا ظاہر ہونا بڑی جرأت اور دلیری کا کام ہے۔'' (مکتوب نمبر ۱۵ جلد دوم)

مکتوبات کی جلد اول اور دوم حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے واقعہ قید سے پہلے تحریر کی جاچکی تھیں۔اور اسی طرح ایک اور مکتوب میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے شیخ فرید صاحب علیہ الرحمہ کی طرف تحریر فرمایا:

''آپ خود واقف ہیں کہ قرن ماضی (زمانہ اکبر) میں مسلمانوں پر کیا گزری کفار کھلم کھلا دلیری اور جرأت کے ساتھ دارالاسلام میں احکام کفر جاری کرتے تھے،اور مسلمان احکام اسلام کے اجراء سے عاجز تھے۔اگر کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔کتنی بڑی مصیبت تھی کہ محبوب ربّ العالمین ﷺ کے ماننے والے ذلیل ہوں۔اور آپ کے منکرین کی عزت ہو،مسلمان زخمی دلوں سے اسلام کی تعزیت کر رہے ہوں اور مخالفین و معاندین مذاق اُڑا کر جماعت ہائے مسلم پر نمک پاشی کرتے ہوں۔

آج جب کہ بادشاہِ اسلام کے جلوس کا مژدہ خاص و عام کے کانوں میں پہنچا تو اہل اسلام نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ ترویج شریعت اور تقویت ملت کے لئے بادشاہ کے مدد و معاون اور جس قسم کی امداد مطلوب ہو،دریغ نہ کریں۔

(مکتوب نمبر ۴۷ جلد اول)

اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد یہ نظریہ قائم کرنا کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا عالمگیری عہد میں جہاد بالسیف سے روکنا اس مقصد پر تھا کہ یہ چیز پرانی ہوچکی ہے۔اب اس کی ضرورت نہیں رہی،کتنا بڑا ظلم ہے۔انہی بزرگ کو حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

''بادشاہ اہل اسلام کی توجہ اہل کفر کی جانب نہیں رہی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسومات کفر کی قباحت پوری طرح بادشاہ کے ذہن نشین کرادیں ضرورت سمجھیں تو کسی عالم کو بلالیں احکام شرعی کی تبلیغ کے لیے کرامتوں کا اظہار ضروری نہیں۔''

عمائدینِ سلطنت

خانِ خاناں

خانِ خاناں، اکبر بادشاہ کے مشہور اتالیق بیرم خان کے فرزند تھے۔ بیرم خان شیعہ مذہب کا تھا۔ مگر خانِ خاناں سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات شریف میں انہیں اسی طرح یاد فرماتے ہیں جس طرح ایک مخلص مرید کو خانِ خاناں کا اصلی نام عبدالرحیم ہے، اور صاحبِ اقتدار اتنے کہ گویا آدھی سلطنت کے مالک ہیں۔ قدرت نے پہلے ہی سے اہل علم وتقویٰ کی خدمت کرنا ان کے دل میں ڈالا ہوا تھا۔ عربی، فارسی، ترکی اور ہندی زبانوں میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ فارسی اور ہندی میں شعر بھی کہتے تھے۔ شعروادب کی قدر کرتے، اور شاعروں کو انعامات سے نوازا کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شاہِ جہانگیر ان سے بہت خفا ہو گیا، اور دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ بادشاہ انہیں قتل کرادے گا۔ خانِ خاناں نے اس واقعہ کو حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے گوش گزار کر کے دعا کی درخواست کی۔ خدا کا فضل شاملِ حال ہوا۔ بادشاہ نے بجائے غیظ وغضب میں آ کر موت کا حکم دینے کے خانِ خاناں کو خلعت عطا کی۔

مکتوبات شریف میں خانِ خاناں کو لکھے گئے مکتوب بہت سے ہیں۔ من جملہ ایک مکتوب کا ملخص پیش کیا جاتا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کو ادب اور اخلاص کی کیسی تعلیم دی:

Marfat.com

''دولت مندوں کے لئے تواضع زیبا ہے، اور اہل فقر کے لیے استغنا اور بے نیازی۔ کیونکہ علاج، ضد سے ہوا کرتا ہے۔آپ کے خطوط سے استغنا مترشح ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ کا منشا تواضع ہے بیشک آپ نے فقراء کی خدمت بہت کی ہے، مگر ان کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ اس خدمت کا ثمرہ حاصل ہو سکے۔ اتقیاء امت تکلّفات سے بری ہیں۔ وہ متکبرین کے مقابلہ میں تکبّر کیا کرتے ہیں۔'' (مکتوب نمبر ۶۸ جلد اول)

خان اعظم

اصلی نام مرزا عزیز تھا۔ اور بادشاہ اکبر کے رضاعی بھائی تھے۔ انہیں اکبر کی اسلام کش حرکات سے سخت نفرت تھی۔ اور اسی وجہ سے اکبر کے ہاں جانا چھوڑ دیا تھا۔ اور اپنے متعلقہ صوبہ میں ہی رہتے تھے۔ حج بھی کیا۔ اکبر کے مرنے کے بعد خان اعظم کی ایک تحریر پکڑی گئی۔ جس پر اکبر کے پوست کندہ حالات درج کیے گئے تھے۔ جب وہ تحریر جہانگیر تک پہنچی بہت مغلوب الغضب ہوا۔

تزک جہانگیری کے حوالہ کے مطابق جہانگیر کا کہنا ہے کہ ''اس تحریر کے دیکھنے اور سننے سے میرے بال کھڑے ہو گئے'' چنانچہ جہانگیر نے مرزا عزیز کو حکم دیا کہ یہ تحریر پڑھ کر سنائیں۔ جہانگیر کا خیال تھا۔ کہ اس تحریر کے انکشاف سے مرزا عزیز خوف کے مارے مر جائیں گے۔ مگر انہوں نے نہایت بے باکی اور دلیری سے وہ تمام تحریر پڑھ کر سنا دی۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے مرزا عزیز کو بھی اپنے مکتوب سے نوازا اور تحریر فرمایا:

''مخبر صادق ﷺ کا ارشاد ہے: ''بَدَءُ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَاءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاء'' یعنی اسلام اجنبی تھا۔ جب اس کا آغاز ہوا عنقریب پھر اجنبی ہو جائے گا۔ لہذا ان کو مبارک باد جو اسلام کو سنبھالنے کے سبب سے

Marfat.com

سب کی نگاہوں میں اجنبی ہو جاتے ہیں۔ اسلام کی غربت اور بے بسی اس حد تک پہنچ گئی۔ کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ بے تحاشا احکام کفر جاری کرتے ہیں۔ اور کوچہ و بازار میں اہل کفر کی تعریف و توصیف کرتے پھرتے ہیں۔ مسلمانوں کو احکام اسلام کے اجرا کی ممانعت ہے اور شرعی احکام کی بجا آوری میں مطعون و مذموم ہیں۔

سبحان اللہ و بحمدہ۔ کہا جاتا ہے کہ شریعت تلوار کے سایہ میں ہے۔ شرع شریعت کی رونق سلاطین سے وابستہ مانی جاتی ہے۔ مگر یہاں الٹا معاملہ ہے۔ (آگے چل کر تحریر فرمایا) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایمان کامل اسی وقت ہو گا۔ کہ جب لوگ مجنوں کہنے لگیں'' وہ مبارک جنون جس کا اصل منشاء اسلامی حمیت اور کامل درجہ کی اسلامی غیرت ہے۔ آپ کے وجود میں نظر آتا ہے۔ الحمدللہ (حضرت خواجہ احرار کا ایک قصہ تحریر کرنے کے بعد تحریر فرمایا) جب کہ اس خاندانِ بزرگ (نقشبندیہ) کے اکابر کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب پروردگار نے آپ کو اثر و رسوخ عطا فرمایا ہے۔ اور ہمعصروں اور دوستوں کی نظر میں تعظیم مذہب آپ کی ذات سے ہی وابستہ ہے۔ تو کوشش کیجئے کہ اہل کفر کے وہ احکام جنہوں نے اہل اسلام میں مذہب سے بے التفاتی پیدا کر دی ہے۔ وہ سب منسوخ نہ ہوں تو کم از کم اکثر تو منسوخ ہو جائیں۔ سابق سلطنت میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسے دینِ مصطفوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ضد اور عناد ہے۔ بہر حال خطرہ ضرور ہے کہ رفتہ رفتہ عناد اور ضد پیدا ہو جائے، اور مسلمانوں کو وہی دشواری پھر پیش آ جائے۔'' (مکتوب نمبر ۶۵ جلد اول)

Marfat.com

مُفتی صدرجہاں

اکبر کے وقت میں یہ منصب صدارت افتاء پر فائز رہے۔اس دور میں ان سے بدعنوانیاں ہوتی ہیں۔جہانگیر کے وقت میں بھی اسی عہدہ پر بدستور فائز رکھا گیا۔انہیں بادشاہ کو سجدہ کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا تھا۔حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے انہیں جس انداز میں یاد فرمایا۔اس میں غور کیجئے کہ روحانی طبیب کس طریق سے مرض کی بنیاد کا علاج کر رہا ہے۔اور کس طریق سے بااختیار لوگوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلا رہا ہے۔آپ نے تحریر فرمایا:

> مشہور ہے کہ ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مَلُوْکِھِم'' لہذا اصلاح عوام کیلئے اصلاح سلاطین ضروری ہے۔حکومت موجودہ میں ملت اسلام سے پہلے جیسی ضد اور نفرت نہیں پائی جاتی۔لہذا ائمہ اسلام صدور عظام اور علماء کرام پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت شریعت غرّا کی رواج دہی میں صرف کر کے شروع ہی میں اسلام کے منہدم ارکان کو دوبارہ قائم کر دیں اور اس میں ہرگز ہرگز تاخیر نہ کریں۔''

خان جہان

خان جہان۔اصلی نام حسین قلی بیگ۔بیرم خان کے بھانجے اور دور اکبری میں پنج ہزاری منصب رکھتے تھے۔عہد جہانگیری میں بھی سلطنت کے بہت بڑے رکن تھے۔حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے متوسلین میں سے تھے۔آپ نے ایک طویل مکتوب ان کے نام تحریر فرمایا۔جس میں اسلامی معتقدات اور عبادات کو ان کے ذہن نشین کرایا۔

قلیج خان

دور اکبری کے بہترین جرنیل،اور عہد جہانگیری میں تیس ہزاری منصب تھا۔پانچ ہزار سواروں کے افسر تھے۔حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے پیر بھائی تھے۔اور لاہور میں

Marfat.com

صوبہ دار تھے۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے انہیں اجرائے شریعت پر ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:-

''آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ لاہور ایسے بڑے شہر میں آپ کے وجود سے بہت سے احکام شرعیہ نے رواج پیدا کرلیا ہے۔ دین کو تقویت اور ملت بیضا کی تائید ہوئی ہے۔ یہ شہر فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں میں قطب ارشاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت تمام شہروں پر اثر ڈالتی ہے۔ اگر اس شہر میں دین کو رواج حاصل ہوا۔ تو سب جگہ ایک قسم کا رواج پیدا ہو جائے گا۔ حق سُبحانہٗ آپ کی مدد فرمائیں۔''

ان اصحاب کے علاوہ بڑے بڑے افسران فوجی حکام اور عہدیداران حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے متوسلین میں شامل تھے۔ جن میں شیخ فرید۔ مہابت خان۔ اسلام خان۔ سکندر خان۔ حکیم فتح اللہ خان۔ شیخ عبدالوہاب۔ سید محمود اختر۔ سید احمد۔ خضر خان لودھی۔ مرزا بدیع الزمان۔ جباری خان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

طریق اصلاح

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ہندوستان کی اصلاح کے لئے کس کس طبقہ کو چنا یہ چیز آج بھی مسلمانوں کی رہنمائی کرے گی۔

سب سے اول آپ نے ان غرباء و فقراء کی جماعت تیار کی جو عملی نمونہ بن کر لوگوں کے سامنے اسلامی روایات پیش کرسکیں۔ اس کے لئے آپ نے روحانی کمالات سے کام لیا۔

دوسرے درجہ پر آپ نے اہل علم اور سنجیدہ طبقہ کے ذہنوں میں انقلاب پیدا کیا۔ اور صحیح عقائد اسلامیہ ان تک پہنچائے۔ اس کے لئے آپ علم و استدلال کی طاقت حرکت میں لائے۔

تیسرے درجہ پر ان امراء کو جو خالص سنی المذہب تھے اور بااختیار تھے اپنی ذمہ داریاں محسوس کرنے کی تلقین کی اور ان کی عزّت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں اپنے مکتوبات شریف سے نوازا۔ اور ان کی تسلی تشفی فرماتے رہے۔

چوتھے طبقہ پر بادشاہ جو کہ ہندوستان میں سب سے زیادہ بااختیار تھا اس کی اصلاح کے لئے آپ کو مختلف قسم کی صعوبتوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن یہ ایک نفیس نکتہ تھا۔ جس کی طرف حضور اکرم ﷺ کا اشارہ ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِم''[1] ہے۔

پہلے تین درجوں میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ بہترین کامیابی حاصل کر چکے تھے۔ اب صرف آخری درجہ باقی تھا۔ اور اس میں کامیابی کے لئے آپ نے قید و بند کی مصیبتیں اُٹھائیں۔

حقیقت میں اصلاح کے لئے قدم اٹھانا بُو الہوسوں کی نظر میں ایک سیاسی شغل سے زیادہ نہیں ہوتا اور وہ لوگ عمداً یا سہواً اس نیک نیتی کو سیاست میں کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جس وقت عرب کی زمین میں خدا کا نام بلند کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تو بدباطن لوگوں نے یہی اتہام آپ ﷺ پر لگایا کہ آپ ﷺ بادشاہی چاہتے ہیں یا مال۔ جس چیز کی آپ کو تمنا ہو لیجئے مگر ہماری اصنام پرستی میں دخل نہ دیجئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے کفار سے فرمایا:

کہ مجھے ان چیزوں کی خواہش نہیں میں تو احکم الحاکمین کی وحدانیت کا سبق پڑھانے آیا ہوں۔

بالکل یہی طریقہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے متعلق مخالفین نے اختیار کیا اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کو ایک سیاسی مہرہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔

اکبری دور کا تجربہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے سامنے تھا۔ جب کہ بادشاہ

(۱) یہ عربی محاورہ حدیث نبوی نہیں ہے۔ مجددی۔ (المقاصد، المضوع وغیرہ)

Marfat.com

باوجود مسلمان کہلانے کے کفار اور مشرکین کی رسوم اور عقائد کا پابند ہو گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عوام سے لے کر امراء تک اسی رنگ میں رنگے جانے لگے۔ بلکہ اکثر رنگے گئے۔ ایک مسلمان جب اس دور کا تصور ذہن میں لاتا ہے۔ تو یقیناً اس کی روح کو بادشاہ اکبر کا نام سن کر سخت کوفت ہوتی ہے۔ عہد جہانگیری میں اس فتنہ کا عروج پکڑنا یقیناً ہندوستان میں اسلام کو کچل کر رکھ دیتا۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ اتنے عرصہ میں اصلاح کا ایک دو تہائی کام کر چکے تھے صرف بادشاہ کی اصلاح باقی تھی۔ جہانگیر کی خوش بختی سمجھئے کہ اس کی طبیعت اسلام سے اچھی طرح مانوس تھی۔ مگر مشیر خاص کچھ ایسے تھے جن سے الجھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس وقت صرف اسی طور پر سارے ہندوستان میں بہترین انقلاب آ سکتا تھا۔ کہ بادشاہ ان مشیروں کے دام تذویر سے آزاد ہو جائے اور انہیں مختار کل نہ بنائے۔ اپنے پروردگار کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر لے۔ جب پہلی دفعہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ دربار میں تشریف لے گئے تو صرف آپ کے مقامات پر بحث ہوئی جس سے بادشاہ نے تسلی حاصل کر لی اور جب دوسری دفعہ آپ کو دربار میں بلایا گیا تو بادشاہ کے ذہن کو سیاسی الجھن میں ڈالا گیا تھا جو یقیناً بادشاہ کے لئے ناقابل برداشت چیز تھی۔

قید سے رہائی کے احکام

اصلاح کا کام جب ایک منظم طور پر ہو رہا ہو۔ تو یقیناً تخت نشین خائف ہوتے ہیں اور درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا طریق اصلاح اس طور سے بے غرض اور ریا سے پاک تھا۔ کہ بادشاہ باوجود اپنے جاسوسوں کی رپورٹوں کے کوئی ایسی چیز اخذ نہ کر سکا جس میں سوائے خدا کا نام بلند کرنے اور شریعت محمدی کے اجراء، زہد و تقویٰ اور کفر و طغیان سے بیزاری کے اور کچھ نہ مل سکا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ چیز کہ جن متوسلین نے جوشِ محبت میں آ کر بادشاہ سے بغاوت کی تھی۔ انہیں حضرت امام ربانی

Marfat.com

علیہ الرحمہ نے اس کام سے روک دیا اور وہ بدستور بادشاہ کو بادشاہ کی حیثیت سے دیکھنے لگے۔ اس سے بڑھ کر اخلاص کا امتحان جہانگیر کو کیا چاہیے تھا۔ طبیعت کچھ پلٹی اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے متعلق سیاسی شکوک رفع ہو گئے۔ اور آپ کی رہائی کے احکام جاری کر دیئے۔

رہائی میں رُکاوٹ

ایک سال حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ اس طور حبس میں رہے، مگر نور جہاں اور آصف الدولہ جن کی وجہ سے سلطنت میں روافض کا اقتدار تھا۔ اُن کے لئے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی رہائی تکلیف دہ تھی۔ جہانگیر کے دل و دماغ پر قابض ہونے کی وجہ سے نور جہاں نے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی رہائی میں ایک اور سال کی تاخیر کر دی۔ اس سال کے دوران میں روحانی طور پر جہانگیر کو راہِ راست پر آنے کی تنبیہ کی گئی۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جہانگیر کی لڑکی ایک رات خواب میں حضور سرور کونین تاجدار مدینہ فداہ امّی و ابی کی زیارت سے مشرف ہوئی۔ اور آپ ﷺ کو حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کو قید کرنے کی وجہ سے اپنے باپ پر ناراض پایا۔ صبح اس نے یہ خواب اپنے باپ جہانگیر کو سنایا جس سے جہانگیر بہت پریشان ہوا اور اپنے فعل پر نہایت نادم ہوا اُس وقت نور جہاں اور آصف الدولہ کی سیاسی چال منظر عام پر آئی۔

رہائی

اپنے روحانی کمالات کے عروج کی انتہائی منزلوں پر پہنچنے کے علاوہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ اسلامیانِ ہند کی اصلاح کے لئے جس بنیاد کو صحیح کرنا چاہتے تھے۔ وہ بھی بالکل صحیح ہو گئی۔

جہانگیر نے ایک ندامت بھری عرضی اپنے جرم کی معافی چاہنے کی غرض سے

Marfat.com

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں تحریر کی، اور لشکر سلطانی میں آپ کے جلوہ افروز ہونے کی تمنا کی۔ ساتھ ہی دربار کے کارپردازوں کو حکم لکھا کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کو کمال عزت وافتخار کے ساتھ قلعہ سے رہا کیا جائے۔

شرائط

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اس عرضی کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

''میرا اس قلعہ سے نکلنا چند شرائط پر مبنی ہے۔ بادشاہ کو سجدہ بند کیا جائے۔ ذبیحہ گاؤ سے کسی مسلمان کو نہ روکا جائے۔ کفار نے جہاں جہاں مساجد شہید کی ہیں۔ وہ ازسرنو تعمیر کرائی جائیں۔ کفار سے بموجب شریعت جزیہ لیا جائے۔ خلاف شرع تمام قوانین منسوخ کر کے شریعت محمدی کے قوانین جاری کئے جائیں۔ تمام بدعات کے کام بند کئے جائیں۔ تمام ہندوستان کے قیدی رہا کئے جائیں۔ دربار عام کے سامنے ایک مسجد جامع تعمیر ہو۔ جہاں عام مسلمان نماز ادا کریں۔''

جہانگیر نے یہ تمام شرائط قبول کیں۔ اور آپ قلعہ سے باہر تشریف لائے۔

خطرے کا سدباب

بادشاہ کا راہِ راست پر آجانا تمام ملک کے راہِ راست پر آجانے کے مترادف ہوتا ہے۔ جہانگیر راہِ راست پر آ تو گیا مگر اس کے اسی طریق پر قائم رہنے میں اشتباہ تھا۔ اس کے سفیر اس سے جدا نہ ہوسکیں۔ نور جہاں بیوی تھی اور بیوی بھی وہ جس کا بے دام غلام بن چکا تھا۔ دوسری طرف آصف جاہ تھا جو کہ بیوی کا بھائی تھا۔ یہ دونوں رشتے ایسے تھے جو دل کے مکدر کرنے میں مددگار بن سکتے تھے۔ اور اسلامی کام میں رکاوٹ بن سکتے تھے۔ اس چیز کے پیش نظر حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے جہانگیر کی معیت اختیار کر لی تا کہ یہ اپنی ذمہ

Marfat.com

داری جو مسلمان بادشاہ ہونے کی حیثیت سے اس پر عائد ہوتی ہے کماحقہٗ نباہ سکے۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے صاحبزادگان کو بھی بُلا لیا گیا۔ جہانگیر بھی آپ کا ایسا معتقد ہوا کہ ذمہ داریاں اور فرائض ادا کرنے میں نہ نور جہاں سدّ راہ بن سکی نہ آصف جاہ کی شیعیت دین کی ترویج روک سکی۔

اس عرصے میں لکھے گئے مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کو فوجی حراست میں رکھا گیا لیکن اس حال میں بھی آپ کا مقصود دین متین کی تجدید اور احیاء تھا۔ اس کے متعلق آپ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ کا حمد اور احسان ہے کہ آپ صحت و عافیت سے ہیں۔ اور دُور افتادہ دوستوں کے حالات سے غافل نہیں ہیں۔ اس طرف کے فقراء کے احوال حمد کے لائق ہیں کہ عین بلا میں عافیت اور عین تفرقہ میں جمعیت حاصل ہے۔ وہ فرزند و دوست جو ہمراہ ہیں۔ ان کے اوقات بھی جمعیت میں گزر رہے ہیں اور ان کے احوال میں بھی ترقی ہو رہی ہے۔ غرض لشکران کے حق میں خانقاہ نامشخص ہے۔ کہ لشکریوں کی عین تلوینات میں ان کو تمکین حاصل ہے۔ اور عین مختلف گرفتاریوں میں جو اس مقام کو لازم ہیں۔ ایک ہی مطلب کے گرفتار ہیں۔ نہ ان کے ساتھ کسی کا تعلق ہے نہ ان کو کسی سے واسطہ۔ اس کے علاوہ بے اعتبار اور حبس و قید میں گرفتار ہیں۔ یہ ایک عجیب قسم کی حبس ہے۔ جس کے عوض رہائی کو جَو کے برابر نہیں خریدتے اور عجب قید ہے جس کے عوض خلاصی کو کوڑی کے برابر نہیں لیتے۔''

اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو یہی زمانہ جہانگیر کی کایا پلٹنے کا زیادہ موجب ہے۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی عملی زندگی آپ کے پند و نصائح اور رُوحانی کمالات کی روشنی انہی ایام میں جہانگیر کے سامنے آئی اور اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ ہندوستان کو دارالاسلام

Marfat.com

بنانا میرے فرائض میں داخل ہے۔ لشکر شاہی بھی جو آپ کو حراست میں رکھے رہتا تھا۔ آپ کی صحبت سے اسلامی زندگی کی تاثیر سے خالی نہ رہا اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا تکلیفیں جھیلنا اور طرح طرح کے مصائب برداشت کرنا اس مقصد کو پورا کر گیا جس کے لئے آپ کو مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کہا جاتا ہے۔ فتنہ اکبری کی روح فنا ہوگئی۔ کفار کی سربلندی پست ہوگئی۔ رفض و بدعات کا بے کھٹکے دندنانا رُک گیا۔ آج ہندوستان میں اسلامی شان و شوکت کے جو آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے فیض کی بدولت ہے۔

جہانگیر کی عقیدت

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے ساتھ جہانگیر کی جو عقیدت ہوگئی تھی۔ اس کا ذکر کتابوں میں یوں لکھا ہے کہ:

"کشمیر سے آتے جاتے دو دفعہ بادشاہ نے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے لنگر یا باورچی خانہ سے کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا۔ کھانا اگرچہ سادہ تھا۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ میں نے ایسا لذیذ کھانا آج تک نہیں کھایا۔"

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جہانگیر آخر عمر میں کہا کرتا تھا:

"میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نجات کی اُمید ہو۔ البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے۔ اس کو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

"اگر اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے۔"

تعلیمات

محبوبانِ خدا کے صحیح حالات ان کی عملی زندگی اور ارشادات ہوا کرتے ہیں۔

Marfat.com

کشف وکرامات ان حضرات کے روحانی کمالات ہوتے ہیں۔ گوان کا ذکر ہمارے لئے موجب برکات ہے۔ مگر جس مقصد کے لئے یہ کتاب لکھی جارہی ہے، وہ اور ہے۔ ہندوستان کے مسلمان اکبری دور میں جس فتنے سے آشنا ہوئے تھے وہی فتنہ آج پھر اُبھرنے کی کوشش کر رہا ہے جن الجھنوں میں اس وقت کے مسلمانوں کوالجھایا گیا تھا آج وہی الجھنیں مسلمانانِ ہندوستان کے سامنے کھڑی ہیں۔ اُس دَور میں بھی حکومت اوراس کے مشیر مسلمانوں کی اسلامی زندگی تباہ وبرباد کرنا چاہتے تھے۔ آج بھی ویسی ہی لُوٹ کھسوٹ شروع ہورہی ہے۔

وہ کون سی چیز ہے؟ جو اُس وقت مسلمانوں کے عروج میں سدّ راہ تھی اور آج نہیں۔ کیا اکبرایسے خیالات رکھنے والے لوگ آج نہیں؟ اور کیاوہ بااقتدارنہیں۔ کیا بیربر ایسے اسلام کے سخت ترین دشمن موجودنہیں؟ کیا فیضی وابوالفضل ایسے لوگوں کی اس وقت کمی ہے؟ بادشاہ کوسجدہ نہ سہی مگر کیاوہ بت کم ہیں۔ جن کی دن رات پُوجا ہورہی ہے؟ کیا آج مسلمانوں میں بدعات کا رواج نہیں پایا جاتا۔ مسلمان اوہام کے شکارنہیں ہوچکے؟ فسق و فجور کی کمی ہے؟ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے دلدادہ خال خال نہیں ہوگئے۔ عقائد کی تخریب میں نئی روشنی نے کوئی کمی رکھی؟ ایسے تاریک دور میں مسلمانانِ ہندوستان کے لئے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا مسلک ہی نئی زندگی بخش سکتا ہے۔ اورانہی کا فیض ہماری روحانی امراض کورفع کرسکتا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسا سچا، سیدھا، قریب ترین اوراخلاص سے بھرا ہوا راستہ ہے جس پرحضرت امام ربانی نے مسلمانانِ ہندوستان کوچلنے کی دعوت دی۔

توحید

چاہیے کہ پہلے باطل خداؤں کی نفی کر کے معبود برحق جلّ شانہٗ کا اثبات کرے۔

Marfat.com

اور جو کچھ چُونی و چندی کے داغ سے موسوم ہو اس کو لَا کے نیچے داخل کر کے خدائے بیچوں کے ساتھ ایمان لائے — سب سے بڑھ کر عبادت کلمہ طیبہ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کی نفی و اثبات میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ اگر میرے سوا سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک پلّہ میں اور کلمہ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کو دوسرے پلّہ میں رکھا جائے تو کلمہ والا پلّہ بھاری ہوگا۔ کیوں افضل و راجح نہ ہو۔ جب کہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں زمینوں اور عرش و کرسی و لوح و قلم و آدم کی نفی کرتا ہے۔ اور دوسرا کلمہ معبود برحق کا اثبات کرتا ہے جو زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ انفس و آفاق میں ہے۔ سب چُونی اور چندی کے داغ سے لتھڑا ہوا ہے۔ پس جو کچھ انفس و آفاق کے آئینوں میں جلوہ گر ہوا۔ بطریق اولیٰ چند و چوں ہوگا۔ جو نفی کے لائق ہے۔

حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''اَتَعْبُدُوْنَ مَاتَنْحِتُوْنَ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَاتَعْمَلُوْنَ۔ (کیا تم ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا ہے۔)

ہمارا اپنا تراشا ہوا اور بنایا ہوا خواہ ہاتھ کے ذریعے ہو خواہ عقل و وہم کے ساتھ۔ سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں۔ عبادت کے لائق وہی خدائے بیچوں و بیچگون ہے۔ جس کے دامن ادراک سے ہماری عقل و وہم کا ہاتھ کوتاہ ہے۔ اور ہماری کشف و شہود کی آنکھ اس کی عظمت و جلال کے مشاہدہ سے خیرہ اور تباہ ہے۔ ایسے خدائے بیچون و بیچگون کے ساتھ غیب کے طریق کے سوا ایمان میسر نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایمان شہود حق تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں ہے۔ بلکہ اپنی تراشیدہ اور بنائی ہوئی چیز کے ساتھ ہے۔ کہ وہ

Marfat.com

بھی حق تعالیٰ کی مخلوق ہے گویا ایمان شہودِ غیر کے ایمان کو حق تعالیٰ کے ایمان کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ بلکہ صرف بغیر ہے۔ اعاذنا اللہ سبحانہ عَن ذالک۔ (مکتوب ۹ جلد ثانی)

رَدِّ شِرک

حق تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ بنایا جائے۔ نہ ہی وجوب وجود میں اور نہ ہی عبادت کے استحقاق میں۔ جس شخص کے اعمال ریا و سمعہ سے پاک نہ ہوں اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اجر طلب کرنے کے فتنہ سے صاف نہ ہوں۔ اگرچہ وہ طلب قول اور ذِکر جمیل سے ہو وہ شخص دائرہ شرک سے باہر نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ موحد مخلص ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شرک میری امت میں اس چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جو سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلتی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک اصغر سے بچو۔ یاروں نے عرض کیا کہ شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا کہ: "ریا۔ شرک و کفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل اور رسوخ ہے۔ اور شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا اہل شرک میں سے ہے، اور اسلام و کفر کے مجموعہ احکام پر عمل کرنے والا ہے۔ کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان۔ دکھ۔ درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اصنام اور طاغوت یعنی بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا جو جاہل مسلمانوں میں شائع ہے۔ عین شرک و گمراہی ہے۔ اور تراشیدہ اور ناتراشیدہ پتھروں سے حاجتوں کا طلب کرنا۔ یہ واجب الوجود جل شانہٗ کا محض کفر و انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض گمراہوں کے حال کی شکایت بیان فرماتا ہے:

"یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ ط وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِیْدًا ۔ (یہ لوگ چاہتے ہیں کہ طاغوت

کی طرف اپنا فیصلہ لے جائیں۔حالانکہ ان کو حکم ہے کہ اس کا انکار کریں لیکن شیطان چاہتا ہے کہ ان کو سخت گمراہ کرے۔) اکثر عورتیں کمال جہالت کے باعث اس قسم کی ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں۔اوران بے مسمّیٰ اسموں سے بلیہ ومصیبت کا دفع ہونا طلب کرتی ہیں اور شرک اور اہل شرک کی رسموں کے ادا کرنے میں گرفتار ہیں۔خاص کر مرض چیچک کے وقت نیک و بدعورتوں سے یہ بات مشہور ومحسوس ہوتی ہے۔شاید ہی کوئی عورت ہوگی جو اس شرک سے خالی ہو۔اور شرک کی کسی نہ کسی رسم میں مبتلا نہ ہو۔(مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے) ہندوؤں کے بڑے دن کی تعظیم کرتی اوران کی مشہور رسموں کو بجالاتی ہیں اوراپنی عید مناتی ہیں۔اورکافروں اور مشرکوں کی طرح ہدیہ اور تحفہ اپنی بیٹیوں بہنوں کو بھیجتی ہیں۔اوراس موسم میں اپنے برتنوں کو رنگ کر کے ان کو سرخ چاولوں سے بھر کر بھیجتی ہیں۔اوراس موسم کا اعتبار اور شان بناتی ہیں۔سب شرک اور دین اسلام کا کفر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ

(ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے بلکہ شرک کرتے ہیں)

اور حیوانات کو مشائخ کی نذر کرتے ہیں۔اوران کی قبروں پر جا کر ذبح کرتے ہیں۔ روایات فقہیہ میں اس کو بھی شرک میں داخل کیا ہے۔اوراس بارہ میں بہت مبالغہ کیا ہے۔ اوراس ذبح کو جنات کے ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے۔جو ممنوع شرعی ہے۔اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے۔اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ اس میں بھی شرک کی بُو پائی جاتی ہے۔نذر اور منت کے وجوہ اور بہت ہیں۔کیا حاجت ہے کہ حیوان کے ذبح کی منت ونذر مانیں اور جن کے ذبیحوں سے ملائیں۔اور جن کے پوجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں اور بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں۔اوراکثر ان کے ناموں کو اپنے پاس سے گھڑ کر ان کے نام پر اپنے روزوں کی نیت کرتی ہیں۔اور ہر

Marfat.com

روزہ کے افطار کیلئے خاص اہتمام کرتی ہیں۔اور خاص طور پر افطار کرتی ہیں۔اور روزوں کے لئے دنوں کا یقین بھی کرتی ہیں۔اور اپنے مطلبوں اور مقصدوں کو ان روزوں پر موقوف کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعے ان سے حاجتیں طلب کرتی ہیں۔اور ان روزوں کے ذریعے ان کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتی ہیں۔یہ سب عبادت میں شرک ہے اور غیر کی عبادت کے ذریعے اس غیر سے اپنی حاجتوں کا طلب کرنا ہے۔" (مکتوب ۴۱ جلد ۳)

اتباع سُنّت

وظائف بندگی کو ادا کرنا اور حضرت جلّ مجدہٗ کی جانب ہمیشہ اور ہر وقت متوجہ رہنا پیدائش انسان کا مقصود ہے۔یہ بات صرف اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ سنت سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی ظاہراً و باطناً ہر طرح سے پوری پوری اتباع کی جائے" (مکتوب ۴۱ جلد ۳)

اُخروی نجات اور ابدی فلاح سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے۔اس لئے ایک مسلمان حضور انور ﷺ کی متابعت سے ہی درجۂ محبوبیت پر فائز ہوتا ہے۔اور آپ کی متابعت کے ذریعہ سے ہی مرتبہ عبدیت پر مشرف ہو سکتا ہے جو تمام مراتب کمال سے بالا ہے۔اور مقامِ محبوبیت کے حصول کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

جو حضرات رسول اللہ ﷺ کی متابعت میں کامل تر ہوتے ہیں ان کو انبیاء بنی اسرائیل علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی۔الوالعزم انبیاء مرسلین بھی اتباع خاتم النبیین ﷺ کی تمنا کرتے رہے ہیں۔بلاشبہ اگر حضور ﷺ کے عہد مبارک میں موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنی پڑتی۔

آپ کی اتباع وافضلیت کے باعث ہی آپ کی امت تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہے۔اسی سبب سے تمام امتوں میں سب سے زیادہ اور سب سے پہلے یہ امت داخل جنت ہوگی اور خداوند عالم کی اعلیٰ ترین نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوگی۔(مکتوب ۲۴۹ جلد اول)

Marfat.com

سرورِدوجہاں ﷺ کے عمل دو قسم پر ہوتے تھے۔ایک بطریق عبادت۔ دوم برسبیل عادت۔رسول اللہ ﷺ کے جوعمل عبادت کے طور پر ہوتے تھے۔ان کے مخالف عمل کو بدعت منکر سمجھتا ہوں۔اوراس کی ممانعت اور بندش میں بہت زیادہ جدو جہد کرتا ہوں کیونکہ دین میں ایجاد یہی ہے جو مردود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے جوافعال برسبیل عرف و عادت ہوتے تھے۔ان کے مخالف عمل کو بدعت منکر نہیں سمجھتا۔اور نہ ان کی ممانعت اور بندش میں ضرورت سے زیادہ جدوجہد کرتا ہوں۔کیونکہ یہ عمل دین سے متعلق نہیں ان کا وجود وعدم عرف کے سبب سے تھا۔دِین اورملّت کے سبب سے نہیں۔

اورعرف و رواج ایک شہر کا دوسرے شہر کے عرف ورواج سے مختلف ہوا کرتا ہے۔اورایک شہرمیں بھی زمانوں کے تفاوت سے عرف و عادات میں تفاوت واقع ہوجایا کرتا ہے۔مگراس کے باوجوداس قسم کی سنّت کی پاسداری اورایسی سنتوں پرعمل بھی بہترین نتیجہ پیدا کرتا ہےاورمنتج سعادات ہے۔(مکتوب نمبر۲۳۱ جلداول)

فرزندا!قیامت کو کام آنے والی چیز اتباع رسول اللہ ﷺ ہے۔صوفیہ کے حال۔وجد۔علوم۔معارف۔رموزاوراشارات اگراس متابعت اوراتباع کے مطابق ہوں تو بہت بہترورنہ سراسر خسارہ دین اورعتاب ربانی کا سرمایہ ہیں۔سیّدالطائفہ حضرت جُنید علیہ الرحمہ کوکسی نے خواب میں دیکھا،ان کی حالت دریافت کی توحضرت جنیدعلیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

”سارے رموز وارشارات ختم ہوگئے۔جملہ علوم و معارف ہیچ ثابت ہوئے۔ صرف ان چندرکعتوں نے کام دیاجودرمیانِ شب میں پڑھ لیا کرتا تھا۔“

لہٰذارسول اللہ ﷺاورآپ کے خلفاءراشدین کے نقش قدم پر چلنے کوضروری

Marfat.com

سمجھو کیونکہ برکت اور سراسر برکت ہے اور شریعت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے پوری پوری احتیاط برتو۔ نہ قولاً مخالفت ہو اور نہ عملاً نہ اعتقاداً۔ کیونکہ ہر مخالفت سراسر نحوست اور بربادی ہے۔'' (مکتوب ۱۸۹ جلد اول)

اس مبارک اور پسندیدہ متابعت کا ایک ذرہ دنیا کی تمام لذتوں اور آخرت کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ صرف رسول اللہ ﷺ کی متابعت سے فضیلت حاصل ہوسکتی ہے۔ اور ہر ایک عظمت کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ قیلولہ (دوپہر کو آرام کرنا) جو متابعت رسول اللہ ﷺ کی نیت سے ہو ان کروڑوں شب بیداریوں سے افضل ہے۔ جو متابعت رسول اللہ ﷺ سے محروم ہوں۔ عید الفطر کا افطار جس کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ ابدالآباد روزے رکھنے سے افضل ہے۔ اہل ریاضت بہت کچھ مجاہدے کرتے ہیں لیکن اگر وہ شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہوں تو بیکار ہیں اور بے سود۔ اگر ان اعمال شاقہ پر کوئی اجر مرتب بھی ہوتا ہے تو وہ صرف دنیاوی۔ (مکتوب ۱۱۴ جلد اول)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور تکلیفات شرعی کا مقصود اور حکمت نفس امارہ کی تعجیز و تخریب ہے۔ خواہشات نفسانی کو مٹانے اور دفع کرنے کے لئے احکام شرع وارد ہوئے ہیں۔ تقاضاء شریعت پر جس قدر عمل کیا جائے اسی قدر خواہش نفسانی میں زوال ہوتا ہے۔ لہذا خواہش نفس کے ازالہ میں کسی ایک حکم شرعی پر عمل کرنا ان ہزار سالہ مجاہدوں اور ریاضتوں سے بہتر ہے۔ جو اپنی رائے سے ہوں۔ بلکہ یہ تمام مجاہدے اور ریاضتیں جو شریعت غرّا کے بموجب نہ ہوں۔ خواہش نفسانی کے لئے مؤید و مقوّی ہیں۔

(مکتوب ۵۲ جلد اول)

درستی عقیدہ

حکما اور اطبّا کے نزدیک مسلّم ہے۔ کہ جب تک مریض کا مرض زائل نہ ہو کوئی غذا

Marfat.com

مفید نہیں۔ بلکہ مقوی مرض ہے چنانچہ سب سے پہلے مرض کا ازالہ کرتے ہیں۔اس کے بعد رفتہ رفتہ مناسب غذا دیتے ہیں۔اسی طرح جب تک کوئی شخص قلبی امراض میں مبتلا ہے۔کوئی عبادت یا کوئی اطاعت نفع نہیں دے سکتی۔ بلکہ مضر ہے۔(مکتوب ۱۰۵ جلد اول)

قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے بموجب جس طرح علماءِ اہل حق نے عقائد کو سمجھا ہے اسی کے بموجب اپنے عقائد کو صحیح کرنا ہمارے اُوپر لازم ہے۔ ہماری اور آپ کی سمجھ درجہ اعتبار سے ساقط ہے، جب تک ان بزرگوں کی توضیح اور تفسیر کے بموجب نہ ہو۔ ہر بدعتی اور ہر گمراہ اپنے عقائد باطلہ کے لئے کتاب اور سنّت ہی کی آڑ لیا کرتا ہے۔حالانکہ قطعاً بے سود اور بے معنی۔لہذا سب سے پہلے عقائد کو صحیح کرنا ضروری ہے۔اس کے بعد حلال ۔حرام۔فرض۔واجب وغیرہ شرعی احکام کا علم۔پھر اس کے بموجب عمل اس کے بعد تزکیہ اور تصفیہ کا نمبر ہے۔جب تک عقائد صحیح نہ ہوں احکامِ شریعت کی واقفیت فائدہ مند نہیں اور جب تک یہ دونوں نہ ہوں صفائی قلب ناممکن۔

(مکتوب نمبر ۳۵ جلد اول)

ختمِ نبوّت

تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں آپ کا دین گزشتہ دینوں کا ناسخ ہے۔اور آپ کی کتاب تمام گزشتہ کتابوں سے بہتر ہے۔آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی۔بلکہ قیامت تک باقی رہے گی۔حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرما کر آپ کی شریعت پر عمل کریں گے۔اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔(مکتوب نمبر ۶۷ جلد ثانی)

شفاعت برحق ہے

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصالحین کی شفاعت برحق ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن

Marfat.com

سے اوّل پیغمبر گناہگار مومنوں کی شفاعت کریں گے۔ پھر صالحین۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری شفاعت میری اُمت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔
(مکتوب نمبر ۶۷ جلد ثانی)

فضائلِ صحابہ وحُبّ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت صحابہ وتابعین کے اجماع سے ثابت ہوچکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ بزرگواران کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔ جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنّت کا رئیس ہے، فرماتا ہے کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔ سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ (مکتوب نمبر ۶۷ جلد ثانی)

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اہل سنت والجماعت کی علامتوں میں سے ہے۔ یعنی شیخین کی فضیلت جب حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے ساتھ جمع ہوجائے تو یہ امر اہل سنت وجماعت کے خاصوں میں سے ہے۔ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو اکابر ائمہ نے نقل کیا ہے۔

عبدالرّزاق ☆ نے جو اکابر شیعہ میں سے ہے، جب انکار کی مجال نہ دیکھی۔ تو بے اختیار شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت کا قائل ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اُوپر فضیلت دیتے ہیں۔ تو میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے بموجب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت علی پر فضیلت دیتا ہوں۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا۔ یہ بڑا گناہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ

☆ مشہور محدث صاحب مصنف عبدالرزاق۔

Marfat.com

کروں اور پھر اُن کی مخالفت کروں۔ چونکہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان بہت فتنہ اور فساد ہو گیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں کدورت پیدا ہو گئی تھی اور مسلمانوں کے دلوں میں عداوت اور کینہ غالب آ گیا تھا۔ اس لئے حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت کو بھی اہل سنّت و جماعت کی شرائط میں سے شمار کیا گیا تا کہ کوئی جاہل اس سبب سے حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب پر بدظنی نہ کرے۔ اور آپ ﷺ کے جانشینوں کے ساتھ بغض و عداوت حاصل نہ کرے۔ پس حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اہل سنّت و جماعت کی شرط ہے، اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا، وہ اہل سنّت سے خارج ہے۔ اس کا نام خارجی ہے۔ اور جس نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں افراط کی طرف کو اختیار کیا اور جس قدر مناسب ہے۔ اس سے زیادہ اس سے وقوع میں آتی ہے اور محبت میں غلو کرتا ہے اور حضرت خیر البشر ﷺ کے اصحاب کو سبّ یا طعن کرتا ہے اور صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق کے برخلاف چلتا ہے۔ وہ رافضی ہے، پس حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں افراط و تفریط کے درمیان جن کو روافض اور خوارج نے اختیار کیا ہے۔ اہل سنّت و جماعت متوسط ہیں۔ اور شک نہیں کہ حق وسط میں ہے اور افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں۔

چنانچہ حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے۔ جس کو یہودیوں نے یہاں تک دشمن سمجھا کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا اور عیسائیوں نے یہاں تک دوست رکھا کہ ان کو اس مرتبہ تک لے گئے جس کے وہ لائق نہیں تھے۔ یعنی خدا کا بیٹا کہہ دیا۔

Marfat.com

پس خارجیوں کا حال یہودیوں کے حال کے موافق ہے اور رافضیوں کا حال نصاریٰ کے مطابق کہ دونوں حق وسط سے بطرف جا پڑے ہیں۔ وہ شخص بہت ہی جاہل ہے۔ جو اہل سنّت و جماعت کو حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوں سے نہیں جانتا۔ اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو رافضیوں کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رفض نہیں ہے بلکہ خلفاء ثلاثہ سے تبرّی اور بیزاری رفض ہے۔ اور اصحاب کرام سے بیزار ہونا مذموم اور ملامت کے لائق ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آلِ محمد کی محبت رفض ہے۔ تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا اہل سنّت کے حق میں کس طرح گمان کیا جاتا ہے جب کہ یہ محبت ان بزرگوں کے نزدیک ایمان کی جزو ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے۔

تقلید و مناقب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بلا تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور ظاہر میں بھی جب ملاحظہ کیا جاتا ہے تو اہل اسلام کا سوادِ اعظم یعنی بہت سے لوگ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے تابعدار ہیں۔ یہ مذہب باوجود بہت سے تابعداروں کے اصول و فروع میں تمام مذہبوں سے الگ ہے اور استنباط میں اس کا طریق علیحدہ ہے۔ اور یہ معنی حقیقت کا پتہ بتاتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۵ جلد ثانی)

ہم مقلدوں کو حق نہیں کہ ظاہر احادیث پر عمل کرتے ہوئے اشارہ کی جرأت کریں۔ (مکتوب نمبر ۳۱۲ جلد اول در مسئلہ رفع سبابہ)

Marfat.com

رام اور رحمٰن

خوب سمجھ کر کہ نہ صرف ہمارا اور تمہارا بلکہ ساری ارضی وسمائی کائنات کا رب ایک ایسا خداوند ہے جو سب سے نرالا ہے۔ جہاں توالد وتناسل، کفاوت وتماثل کو کبھی رسائی نہیں ہوسکتی اور موجودات علم کا کوئی شعبہ نہ تو اس کے ساتھ کیفیت اتحاد پیدا کرسکتا ہے اور نہ اسے اپنے اندر جذب کرسکتا ہے۔

بارگاہِ قدس اس سے کہیں بلندو برتر ہے کہ کائنات کا کوئی فرد شانِ صمدیت کو اپنے وجود میں پنہاں کرلے۔ یا کوئی ہستی بعینہٖ ذات احدیّت کا ظہور ذاتی ہو۔ زمان ومکان کے تقیدات سے قطعاً بے نیاز ہے۔ اس لئے کہ یہ سب چیزیں اس کی مخلوق ہیں۔ ہستی ازلی کی نہ کوئی ابتدا اور بقائے ابدی کی نہ کوئی انتہا ہے، پس پرستش کا حقدار وہی اور صرف وہی ہے۔

ہندو جس رام وکرشن کی پرستش کرتے ہیں، یہ تو ماں باپ کے ذریعہ پیدا ہوئے ہیں۔ رام جسرت کا بیٹا لچھمن کا بھائی اور سیتا کا خاوند ہے۔ رام جب سیتا کو بچا نہ سکا تو پھر کسی اور کی امداد کرے گا۔ درحقیقت اس تمام لغزش کا ذمہ دار تقلید محض ہے۔

پس یہ کہنا کہ رام ورحمٰن ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں کسی طرح ٹھیک نہیں۔ ایک شے خود ہی خالق اور خود ہی مخلوق ہے۔ جو جسمی مشابہت سے واحد نہ ہو۔ پھر وہ بے شبہ و بے مثال کس طرح ہوسکے۔ رام وکرشن کی پیدائش تک خدائے قدوس کو کسی نے رام وکرشن نہ کہا ان کے پیدا ہونے کے بعد ذات احدیّت پر رام وکرشن کا اطلاق کیا۔ اس دعویٰ کی روشن دلیل نہیں کہ ان ناموں کے پردے میں اللہ تعالیٰ کے عوض رام وکرشن کی پرستش کی جاتی ہے۔ ((مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ الخ)) اللہ کے ماسوا جن کی پرستش کرتے ہو یہ تو ایسے نام نہیں جو تم اور تمہارے باپ دادا نے از خود رکھ لئے۔ اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہ فرمائی۔

اللہ کے سچے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جو قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار میں مبعوث

ہوئے۔ یہ سب خلقت کو عبادت خالق کی ہدایت فرماتے رہے۔ انہوں نے لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا۔ اور خود ایک بانیاز بندے کی طرح عظمت وجلال کے بے نیاز سے لرزہ براندازم رہے اور ہندوؤں کے اوتار مخلوق خدا کو اپنی پرستش کی ترغیب دلاتے رہے اور یہ بات اور بھی عجیب ہے کہ پروردگار عالم کا وجود تسلیم کر لینے کے باوجود ساتھ ساتھ اس اعتقاد پر بھی قائم ہیں کہ احدیّت مطلقہ ہمارے جسم میں نزول فرما کر مقید ہو کر رہ گئی ہے اور ان کی یہ رقیق ذہنی اختراع ان کے استحقاق عبادت کا جائز ذریعہ بنی رہی اور اسی بنا پر کہ معبودیت والوہیّت کا دائرہ تصرف محدود نہیں ہے۔ ان کے کردار میں محرمات کو بھی حِلّت کا درجہ حاصل ہو گیا۔

اس کے برعکس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن کا کردار ان کے گفتار کا آئینہ دار ہے۔ انہوں نے جس چیز کو اوروں کے لئے ناجائز کہا۔ اس سے وہ خود پوری پابندی سے مجتنب رہے اور ترکیب بشریت کو اپنے اور اپنے ماسوا سب لوگوں کے لئے مساویانہ درجہ کی شے قرار دیا۔ (مکتوب نمبر ۱۶۷ جلد اول)

خدا کے دشمنوں سے دوستی کا نتیجہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ کو فرمایا ہے: "یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ۔" پس اپنے پیغمبر کو جو خلق عظیم سے موصوف ہیں کفار سے جہاد اور ان پر شدت کا حکم فرمایا معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ غلظت خلق عظیم میں داخل ہے۔ (کفار کے ساتھ خلق عظیم جیسا کہ ابنائے زمان گمان کرتے ہیں کہ ملاطفت اور شیریں زبانی مروت اور اخلاق حسنہ کا تقاضا ہے) اہل اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی ذلت میں ہے۔ جو شخص کافروں کو عزیز رکھتا ہے۔ اس نے اہل اسلام کو ذلیل کیا۔ کفار کو عزیز رکھنا صرف یہی نہیں کہ ان کی تعظیم کرنا۔ صدر نشین بنانا۔ بلکہ اپنی مجالس میں جگہ دینا

اوران سے مصاحبت وہمزبانی بھی اعزاز میں داخل ہے۔انہیں دور ہی رکھنا چاہیے۔اگر کوئی دنیوی غرض ان کے ساتھ مربوط ہو جوان کے بغیر حاصل نہ ہوسکے۔تو شیوۂ بے اعتباری کی رعایت رکھتے ہوئے بقدرضرورت ان سے مشغول ہو۔اورکمال اسلام یہ ہے کہ اس دنیوی غرض کو چھوڑ دیا جائے۔جو کفار کے ساتھ وابستہ ہے۔

خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی خدااوراس کے رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی کی طرف کھینچتی ہے۔کفار کا کام اسلام اور مسلمانوں کا تمسخراُڑانا ہے۔اوروہ اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ قابو پانے پر مسلمان کو قتل کرڈالیں۔یا کافر بنالیں۔پس اہل اسلام کو بھی شرم چاہیے۔اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان۔

اہل کفار سے جزیہ ہندوستان سے اٹھایا گیا ہے۔یہ صرف اہل کفار کے یہاں کے سلاطین کا مقرب ہونے کی وجہ سے ہے۔جزیہ کا مقصود کفار کی ذِلت ہے۔کہ یہ جزیہ کے خوف سے صاحب تجمل نہ ہوں گے۔بادشاہ کو کیا حق ہے کہ ان سے جزیہ معاف کرے جو خداوند کریم نے ان کی خواری کے لئے وضع کیا اور انہیں نجس فرمایا۔مسلمانوں کی نظروں میں اہل کفار نجس و پلید ہونے چاہئیں۔اور جب مسلمان انہیں اس طرح محسوس کرلیں گے۔تو لازمی طور پر ان کی مصاحبت سے پرہیز کریں گے۔کفار سے پوچھ کران کی مرضی کے مطابق عمل کرنا، ان کی کمال عزت کرنا ہے۔جس نے ان کی امداد طلب کی یا ان کے توسط سے دعا چاہی اس نے کیا چاہا۔جب کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔''وَمَادُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ط

کفار کی دعا باطل و لاحاصل ہے۔اس کی قبولیت کا کیا احتمال ہے۔ہاں اس طریق سے کفار کی عزت افزائی ہوتی ہے۔یہ تو اگر دعا بھی کریں تو اپنے بتوں کو وسیلہ ٹھہراتے ہیں۔ایک عزیز نے فرمایا کہ جب تک تم میں سے کوئی دیوانہ نہ ہوگا۔مسلمانی کونہ

Marfat.com

پہنچے گا۔ دیوانہ ہونا اس مقصود میں ہے کہ اسلام کے بقا کی خاطر اپنے نفع وضرر سے درگزر کیا جائے۔ (مکتوب نمبر ۱۶۳ جلد اول)

ذبیحہ گاؤ

ہندوستان میں ذبیحہ گاؤ اسلام کا ایک بہت بڑا اشعار ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کفار ہند جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں مگر گائے ذبح کرانے پر ہرگز ہرگز راضی نہیں ہو سکتے۔

(مکتوب نمبر ۱۶۱ جلد اوّل)

حقوق اللہ وحقوق العباد

اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ کے حقوق کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ زنا اور شراب پینا اور سرود اور ملاہی کا سننا اور غیر محرم کی طرف بنظر شہوت دیکھنا، اور بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت وافسوس اور بارگاہِ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا ہو تو توبہ میں اس کا ادا کرنا ضروری ہے، اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں۔ جو بندوں پر مظالم اور ان کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کیے جائیں اور ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دعا کریں اور اگر مال واسباب والا شخص مر گیا تو اس کے لئے استغفار کریں اور اس کا مال اسکے وارثوں اور اولاد کو دے دیں اور اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال و جنایت کے برابر صاحب مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی ہو فقراء ومساکین پر صدقہ خیرات کر دیں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص صبح وشام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔"

Marfat.com

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ:

''حرام کے ایک پیسے کا پھیر دینا سو پیسوں کے صدقہ کرنے سے افضل ہے۔''

بعض بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ:

''ایک رتی چاندی کا پھیر دینا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ سو حج مقبول سے افضل ہے۔''

بعض علماء ربانی فرماتے ہیں:

کہ جب انسان دس چیزوں کو اپنے اُوپر فرض نہ کرے، کامل ورع حاصل نہیں ہوتی۔

❶ زبان کو غیبت سے بچائے۔ ❷ بدظنی سے بچائے۔ ❸ مسخرہ پن یعنی ہنسی ٹھٹھے سے پرہیز کرے۔ ❹ حرام سے آنکھ بند کرے۔ ❺ سچ بولے۔ ❻ ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کا احسان جانے تا کہ اس کا نفس مغرور نہ ہو۔ ❼ اپنا مال راہِ حق میں خرچ کرے، اور راہِ باطل میں خرچ کرنے سے بچے۔ ❽ اپنے نفس کے لئے بلندی اور بڑائی طلب نہ کرے۔ ❾ نماز کی محافظت کرے۔ ❿ اہل سنت و جماعت پر استقامت اختیار کرے۔

(مکتوب نمبر ٦٦ جلد ثانی)

ولایت کا نشان اتباع شریعت ہے

''علامت جس سے اس گروہ کا سچا یا جھوٹا جدا ہو سکے یہ ہے کہ جو شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو۔ اور اس کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ کی طرف رغبت و توجہ پیدا ہو جائے اور ماسوا کی طرف سے دل سرد ہو جائے وہ شخص سچا ہے اور درجات کے اختلاف کے بموجب اولیاء کے شمار میں ہے۔ مگر یہ بھی ان لوگوں کے لئے ہے جو اس گروہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ اور جن کو اس گروہ کے ساتھ مناسبت نہیں وہ محروم مطلق ہیں۔

(مکتوب نمبر ۹۲ جلد ثانی)

Marfat.com

حق تعالیٰ کی طرف پہنچانے کے دو راستے

وہ راہ جو جناب قدس جل شانہٗ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ دو ہیں۔ ایک وہ راستہ ہے جو قرب نبوت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اصل الاصل تک پہنچانے والا ہے۔ اس راستے کے پہنچنے والے بالاصالت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب ہیں اور امتوں میں سے بھی جس کسی کو چاہیں اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔

مگر یہ لوگ قلیل بلکہ اقل ہیں۔ اس راستہ میں واسطہ اور حیلولہ نہیں۔ ان واصلوں میں سے جو کوئی فیض حاصل کرتا ہے کسی کے واسطہ کے بغیر حاصل کرتا ہے اور کوئی ایک دوسرے کا حائل نہیں ہوتا۔

دوسرا وہ راستہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہے تمام قطب اور اوتاد اور ابدال و نجیب اور عالم اولیاء اللہ سب اسی راستے سے واصل ہوئے ہیں، راہِ سلوک اسی راہ سے مراد ہے۔ بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اس راستہ میں واسطہ اور حیلولہ ثابت ہے۔ اس راہ کے واصلوں کے پیشوا اور ان کے گروہ اور ان بزرگواروں کے فیض کا سرچشمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں۔ اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں گویا آنحضرت ﷺ کے دونوں مبارک قدم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں اور اس راہ سے جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا ہے۔ انہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس راہ کا آخری نقطہ یہی ہیں اور اس مقام کا مرکز انہی سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورہ تمام ہوا۔ یہ عظیم الشان مرتبہ ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے سپرد ہوا۔ اور ان کے بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ ترتیب و تفصیل وار قرار پایا۔ ان بزرگوں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان

Marfat.com

کے انتقال فرما چکنے کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا، انہی بزرگوں کے واسطہ اور حیلولہ سے ہی پہنچتا رہا۔ گواپنے زمانہ کے اقطاب و نجباء ہی ہوئے لیکن سب کا ملجاء و ماویٰ یہی بزرگوار ہوئے ہیں۔ کیونکہ اطراف کو مرکز کے ساتھ ملحق ہونے سے چارہ نہیں۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی نوبت آ پہنچی، اور منصب مذکور اس بزرگ قدس سرہٗ کے سپرد ہوا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ قدس سرہٗ کے درمیان کوئی شخص اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا۔ اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات کا پہنچنا شیخ قدس سرہٗ کے وسیلہ شریف سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہٗ کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ (مکتوب نمبر ۱۲۳ جلد ثالث)

باطن کی صفائی بھی ضروری ہے

غرض ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کر کے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہیے تا کہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکام شرعی سے آراستہ ہونا مشکل ہے۔ علماء فتویٰ دیتے ہیں۔ اور اہل اللہ باطن کا کام کرتے ہیں۔ باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے اور جو کوئی باطن ہی کی درستی میں لگا رہے اور ظاہر کی پرواہ نہ کرے، وہ ملحد ہے اور اس کا وہ باطنی احوال استدراج ہیں۔ باطنی حالات کے درست ہونے کی علامت ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کرنا ہے استقامت کا طریق یہی ہے۔

(مکتوب نمبر ۸۷ جلد ثانی)

اتباعِ شریعت ہی کرامت ہے

جب خوارق کا ظاہر ہونا ولایت میں شرط نہیں۔ ولی اور غیر ولی میں امتیاز کس طرح ہوگا۔ اور حق باطل سے کس طرح جدا ہوگا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ گو متمیز نہ ہو اور گو حق اور مبطل ملا جلا رہے۔ حق و باطل کا ملا جلا رہنا اس دنیا میں لازم ہے۔ اور ولی کی

Marfat.com

ولایت کا علم کچھ ضروری نہیں۔ بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہیں۔ کہ ان کو خود اپنی ولایت کا علم نہیں۔ پس دوسرے کو ان کی ولایت کا علم کس طرح ضروری ہو سکتا ہے۔ نبی میں خوارق کا ظہور ضروری ہے۔ تا کہ نبی اور غیر نبی میں امتیاز ہو جائے۔ کیونکہ نبی کی نبوت کا علم واجب ہے۔ اور ولی چونکہ لوگوں کو اپنے نبی کی شریعت کی دعوت دیتا ہے۔ نبی کا معجزہ اس کے لئے کافی ہے۔ اگر ولی اپنے نبی کی شریعت کے سوا کی دعوت دیتا۔ تو اس کے لئے خارق کی ضرورت ہے۔ علماء ظاہر شریعت کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اولیاء ظاہر شریعت اور باطن شریعت کی بھی۔ وہ پہلے مریدوں اور طالبان خدا کو توبہ و انابت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اور احکام شریعت کی بجا آوری کی ترغیب دیتے ہیں۔ پھر ذکر حق سبحانہ کی راہ دکھاتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ اپنے تمام اوقات کو ذکر حق سبحانہ سے ایسا معمور رکھے کہ ذکر غلبہ پائے اور مذکور کے سوا کسی چیز کو دل میں نہ رہنے دے۔ یہاں تک کہ مذکور کے سوا تمام سے ایسی فراموشی حاصل ہو جائے۔ کہ اگر تکلف سے اشیاء کو یاد کرے، تو یاد نہ آئیں۔ یقینی امر ہے کہ ولی کے لئے اس دعوت کے واسطے کہ جس کا تعلق ظاہر شریعت اور باطن شریعت سے ہے۔ خوارق کی ضرورت نہیں۔ پیری و مریدی سے مراد یہی دعوت ہے۔ جو خارق سے سروکار اور کرامت سے تعلق نہیں رکھتی۔ باوجود اس کے ہم کہتے ہیں کہ مرید رشید اور طالب مستعد سلوک کے طریق میں ہر گھڑی اپنے پیر کے خوارق و کرامات کا احساس کرتا ہے اور معاملہ غیبی میں ہر وقت اس سے مدد مانگتا اور پاتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے ظہور خوارق ضروری نہیں، مگر مریدوں کے لئے خوارق پر خوارق اور کرامات پر کرامات ہیں۔ مرید اپنے پیر کے خوارق کا احساس کس طرح نہ کرے کہ پیر نے مرید کے مردہ دل کو زندہ کیا ہے او رمشاہدہ مکاشفہ تک پہنچا دیا ہے۔ عوام کے نزدیک ایک مردہ جسم کا زندہ کرنا بڑی بات ہے اور خواص کے نزدیک قلب و روح کا زندہ کرنا بڑی قاطع دلیل ہے۔ خواجہ محمد پارسا قدس

Marfat.com

سرہٗ رسالہ قدسیہ میں لکھتے ہیں کہ چونکہ مردہ جسم کا زندہ کرنا۔ اکثر لوگوں کے نزدیک بڑا اچھا کام سمجھا جاتا تھا۔ اہل اللہ ایسے زندہ کرنے سے منہ پھیر کر روح کے زندہ کرنے میں مشغول ہو گئے ہیں۔ اور طالب کے مردہ دل کو زندہ کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ حقیقت میں مردہ جسم کا زندہ کرنا قلب کے زندہ کرنے کے مقابلہ میں اس چیز کی مثل ہے۔ جو راستے میں پھینک دی گئی ہو کیونکہ جسم کا زندہ کرنا چند روزہ ہی زندگی کا سبب ہے اور قلب کا زندہ کرنا ہمیشہ کی زندگی کا وسیلہ ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اہل اللہ کا وجود حقیقت میں کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ اور لوگوں کو حق سبحانہٗ کی طرف ان کی دعوت حق تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ اور مردہ دلوں کا زندہ کرنا بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اہل اللہ زمین والوں کے لئے امان اور زمانہ کے لئے غنیمت ہیں۔ ان کی شان میں ہے کہ ''ان کے طفیل سے لوگوں کے لئے بارش ہوتی ہے۔ اور ان ہی کے طفیل سے لوگوں کو رزق ملتا ہے'' ان کا کلام دوا ہے اور ان کی نظر شفا ہے۔ ''وہ اللہ کے ہم نشین ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہمنشین بد بخت نہیں رہتا اور ان کا محب زیاں کار نہیں ہوتا۔'' وہ علامت کہ جس سے اس گروہ کا محق مبطل سے ممتاز ہو جائے یہ ہے کہ اگر ایسا شخص ہو جو شریعت پر ثابت قدم ہو اور اس کی صحبت میں دل کو حق سبحانہٗ کی طرف رغبت و توجہ پیدا ہوتی ہو اور ماسوائے حق سے بے توجہی مفہوم ہوتی ہو۔ وہ شخص حق بجانب ہے، اور حسب تفاوت درجات اولیاء کے شمار میں ہے۔ یہ علامت امتیاز بھی مناسبت والوں کے لئے ہے جو شخص محض بے مناسبت ہو، وہ بالکل محروم ہے۔ (مکتوب ۹۲ جلد ثانی)

ایک زبردست غلط فہمی کا ازالہ

مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میں سے جس بزرگ نے شطحیات زبان سے نکالی ہیں اور ظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہیں ہیں وہ سب کفر طریقت کے مقام میں ہوا ہے۔

جو مستی و بے تمیزی کا مقام ہے۔ جو بزرگ اسلام کی حقیقی دولت سے مشرف ہوئے ہیں، وہ اس قسم کی باتوں سے پاک و بری ہیں۔ اور ظاہر و باطن میں پیغمبروں کا اقتدا کرتے ہیں۔ اور ان کے تابع ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ پس جو شخص شطحیات بولتا ہے اور سب سے مقام صلح میں ہے اور سب کو راہ راست پر سمجھتا ہے اور خالق و مخلوق میں تمیز ثابت نہیں کرتا اور دوئی کے وجود کا قائل نہیں۔ اگر ایسا شخص مقام جمع میں پہنچا ہوا ہے اور کفر طریقت سے متصف ہو گیا ہے۔ اور ماسوا کو بھول گیا ہے۔ تو مقبول ہے۔ اور اس کی باتیں مستی سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور ظاہر معنی سے مصروف ہیں اور اگر اس حال کے حاصل ہونے کے بغیر اور درجہ اولیٰ پر پہنچنے کے بغیر ایسی شطحیات زبان پر لاتا ہے تو وہ بے دین و ملحدوں سے ہے جس کا مقصود شریعت کا ابطال ہے اور اس کا مطلوب دعوت انبیاء کا اٹھا دینا ہے۔ جو جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ علیہم الصلوٰات والتحیات۔ پس یہ کلمات محق سے بھی صادر ہوتے ہیں اور مبطل سے بھی۔ محق کے لئے آب حیات ہیں اور مبطل کے لئے زہر قاتل مثل آب نیل کے جو بنی اسرائیل کے لئے خوشگوار اور قبطی کے لئے خون ناگوار تھا۔ یہ قدموں کے لغزشوں کی جگہ ہے۔ مسلمانوں کی جماعت کثیرہ اکابر ارباب سکر کی باتوں کی تقلید سے سیدھے راستے سے منحرف ہو کر گمراہی اور زیاں کاری کے کوچوں کے پیچھے گری ہوئی ہے اور اپنے دین کو برباد کرتی ہے انہیں یہ معلوم نہیں کہ ایسی باتوں کا قبول کرنا شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔ جو ارباب سکر میں موجود اور ان میں مفقود ہیں۔ ان شرطوں میں سے بڑی شرط ماسوائے حق سبحانہ کی فراموشی ہے۔ جو اس قبول کی دہلیز ہے اور محق و مبطل میں امتیاز کی علامت شریعت پر استقامت اور عدم استقامت ہے۔ جو محق ہے وہ باوجود مستی اور بے تمیزی کے بال برابر خلاف شریعت کا مرتکب نہ ہوگا۔ منصور باوجود انا الحق کہنے کے ہر رات۔ قید خانہ میں بھاری زنجیر کے ساتھ پانسو رکعت نماز ادا کرتا تھا۔ اور ظالموں کے ہاتھ سے جو کھانا اُسے ملتا تھا

اگر چہ وجہ حلال سے تھا مگر وہ نہ کھاتا تھا اور جو شخص مبطل ہے۔ احکام شرعیہ کی بجا آوری اس پر کوہ قاف کی طرح گراں ہے۔ آیہ کریمہ:

"کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَاتَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ"

دشوار ہے مشرکوں پر وہ کہ جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے

ان کے حال پر صادق آتی ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَآ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّھَیِّءْ لَنَامِنْ اَمْرِنَارَشَدًا ط وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ (جلد ثانی مکتوب ۹۵)

پیر کی ایذا کیا ہے؟

جاننا چاہیے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ بلکہ پیر کے حقوق حق سبحانہٗ کے انعامات اور اس کے رسول علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات کے احسانات کے بعد دوسروں کے حقوق سے نسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ سب کے پیر حقیقی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگر چہ ظاہری ولادت والدین سے ہے۔ مگر ولادت معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے۔ اور ولادت معنوی کی زندگی ابدی ہے۔ پیر ہے جو مرید کی نجاسات معنویہ کو اپنے قلب وروح سے صاف کرتا ہے۔ اور اس کے معدہ کو پاک کرتا ہے۔ ان توجہات میں جو بعضے طالبوں کی نسبت وقوع میں آتی ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی باطنی نجاستوں کے پاک کرنے میں صاحب توجہ کو بھی کچھ آلودگی پہنچتی ہے اور کچھ دیر تک مکدر رکھتی ہے۔ پیر ہے کہ جس کے وسیلہ سے خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں جو دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ پیر ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفس امّارہ جو بذات خود خبیث ہے پاک ہو جاتا ہے اور امّارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے۔ اور کفر ذاتی سے اسلام حقیقی میں آجاتا ہے۔ مصرعہ

گر بگویم شرح ایں بیحد شود

پس اپنی سعادت کو پیر کے قبول کرنے میں جاننا چاہیے اور اپنی بدبختی کو پیر کے ردّ کرنے میں۔ العیاذ باللہ۔ حق سبحانہٗ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھا ہے۔ جب تک مرید اپنے تئیں اپنے پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گم نہ کرے۔ حق سبحانہٗ کی مرضیات میں نہیں پہنچتا۔ مُرید کی آفت پیر کی ایذا میں ہے۔ اس کے سوا جو لغزش ہو۔ اس کا علاج ممکن ہے لیکن ایذائے پیر کا علاج کسی چیز سے نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مرید کے لئے آزارِ پیر بدبختی کی جڑ ہے۔ العیاذ باللہ اعتقاداتِ اسلامیہ میں خلل اور احکامِ شرعیہ کی بجا آوری میں سستی آزارِ پیر کے نتائج و ثمرات میں سے ہے۔ احوال و مواجید کہ جن کا تعلق باطن سے ہے۔ اُن میں جس قدر خلل اور سستی واقع ہوتی ہے۔ اسے کیا ذکر کروں۔ اگر باوجود آزارِ پیر کے احوال میں کچھ اثر باقی رہے۔ اسے استدراج سمجھنا چاہیے کیونکہ انجام خراب ہوگا اور سوائے ضرر کے اور نتیجہ نہ ہوگا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ (رسالہ مبدأ و معاد)

بیعت کا مقصد

نور محمد انبالوی کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے جو دریافت کیا ہے کہ اگر کوئی طالب اپنے پیر کی زندگی میں دوسرے شیخ کے پاس جائے اور طلبِ خدا کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔ سو معلوم رہے کہ مقصود حق سبحانہٗ ہے اور پیر وصول الی اللہ کا وسیلہ ہے۔ اگر طالب اپنا رُشد دوسرے شیخ کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ جمع پائے۔ تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں بغیر اجازت کے اس کے پاس جائے اور اس سے طلبِ رُشد کرے لیکن اسے چاہیے کہ پہلے پیر سے انکار نہ کرے اور اسے بجز نیکی یاد نہ کرے خصوصاً آج کل کی پیری مریدی جو صرف رسم و عادت رہ گئی ہے۔ اگر اس وقت کے پیر جو اپنے آپ سے بے خبر ہیں اور ایمان و کفر میں تمیز نہیں کر سکتے۔ وہ خدا جل شانہٗ کی کیا خبر دیں گے۔ اور مرید کو کونسا راہ دکھلائیں گے۔

آگہ از خویشتن چو نیست جنیں   کے خبر دارد از چناں وچنیں

افسوس اس مرید پر ہے جو اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ رہے اور دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے اور خدا جل شانہٗ کا راستہ معلوم نہ کرے۔ یہ خطرات شیطانی ہیں۔ جو پیر ناقص کی حیات کے سبب سے طالب حق سبحانہٗ سے روکتے ہیں اسے چاہیے کہ جس جگہ رُشد و جمعیت دل پائے۔ بغیر توقف کے رجوع کرے اور وساوس شیطانی سے پناہ ڈھونڈے۔ (مکتوب نمبر ۱۶۳ جلد ثانی)

دنیوی کاروبار بھی ذکر الٰہی ہیں

جاننا چاہیے کہ ذکر سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے۔ جس طرح کہ ہو سکے نہ یہ کہ ذکر کلمہ نفی و اثبات کے تکرار یا اسم ذات کے تکرار میں منحصر ہے۔ جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے پس اوامر شرعیہ کی بجا آوری اور نواہی شرعیہ سے باز رہنا سب ذکر میں داخل ہے۔ خرید و فروخت حدود شرعیہ کی رعایت کے ساتھ ذکر ہے۔ اسی طرح نکاح و طلاق اسی رعایت کے ساتھ ذکر ہے۔ کیونکہ رعایت مذکورہ کے ساتھ ان کاموں کے کرنے کے وقت امر کرنے والا، اور منع کرنے والا۔ (اللہ جل شانہٗ) ان کے کرنے والے کے مدنظر ہوتا ہے۔ پس غفلت کی گنجائش نہیں لیکن وہ ذکر جو مذکور (یعنی حق سبحانہٗ) کے اسم و صفت کے ساتھ واقع ہو۔ جلدی اثر کرنے والا اور مذکور کی محبت بخشنے والا اور مذکور تک جلدی پہنچانے والا ہے۔ بخلاف اس ذکر کے جو اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے باز رہنے کے ساتھ واقع ہو۔ وہ ان اوصاف سے چنداں بہرہ ور نہیں۔ اگرچہ بعض افراد میں کہ جن کا ذکر اوامر کی بجا آوری اور نہی سے باز رہنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ اوصاف کمی کے طور پر پائے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا بنیادی قدس سرہٗ علم کی راہ سے خدا تعالیٰ تک پہنچے ہیں اور نیز وہ

Marfat.com

ذکر جو اسم اور صفت کے ساتھ واقع ہو وسیلہ ہے۔اس ذکر کا جو حدود شرعیہ کی رعایت کے ساتھ حاصل ہو کیونکہ سب کاموں میں احکام شرعیہ کی رعایت کرنی صاحب شرع کی محبت کے بغیر میسر نہیں۔اور یہ کامل محبت اللہ تعالیٰ کے اسم وصفت کے ذکر سے وابستہ ہے۔لیکن پہلے وہ ذکر چاہیے تا کہ اس ذکر کی دولت سے مشرف ہو جائے۔(مکتوب ۴۶ جلد ثانی)

خلاف شرع کشف

جاننا چاہیے کہ صوفیوں کے اعتقادات آخر کار یعنی منازل سلوک کے پورا ہونے اور ولایت کے درجوں کی نہایت کو پہنچنے کے بعد وہی ہیں۔ جو علمائے اہل حق کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علماء کو نقل یا استدلال سے حاصل ہوئے ہیں۔اور صوفیوں کو کشف یا الہام سے اگر چہ صوفیہ میں سے بعض کو اثنائے راہ میں سکر وغلبہ حال کے سبب سے ان اعتقادات کے خلاف امور ظاہر ہوتے ہیں۔لیکن اگر اس کو ان مقامات سے گزار کر نہایت کار کو پہنچادیں۔تو وہ امور نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ورنہ وہ اسی مخالفت پر باقی رہتے ہیں۔پس سالک کو چاہیے کہ حقیقت کار پر پہنچنے سے پہلے باوجود اپنے کشف والہام کی مخالفت کے علماء اہل حق کی تقلید کو لازم جانے اور علماء کو حق بجانب اور اپنے تئیں خطا کرنے والا خیال کرے کیونکہ علماء کی دلیل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تقلید ہے۔ جو قطعی وحی کے ساتھ مؤید اور خطا اور غلط سے معصوم ہیں اور سالک کا کشف والہام جو وحی کے ساتھ ثابت شدہ احکام کا مخالف ہو خطا اور غلط ہے۔پس اپنے کشف کو علماء کے قول پر مقدم رکھنا حقیقت میں احکام قطعیہ منزلہ پر مقدم رکھنا ہے اور یہ عین گمراہی اور محض خسارہ ہے اور نیز جس طرح کتاب وسنت کے بموجب اعتقاد ضروری ہے۔اسی طرح ان کے مقتضاء پر عمل کرنا اس طریق پر کہ مجتہدین نے کتاب وسنت سے استنباط کیا ہے اور ان سے احکام نکالے ہیں۔ یعنی حلال وحرام وفرض وواجب وسنت ومستحب ومکروہ مشتبہ اور ان احکام کا جاننا بھی ضروری

Marfat.com

ہے۔ مقلد کے لئے جائز نہیں کہ مجتہد کی رائے کے خلاف کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے۔ اسے چاہیے کہ عمل میں اس مجتہد کے مذہب سے کہ جس کا یہ مقلد ہے۔ قول مختار کو اختیار کرے اور رخصت سے بچ کر عزیمت پر عمل کرے۔ (مبدأ و معاد)

پیر کا ادب

اور اگر خدا جل شانہٗ کی عنایت سے کسی طالب کو اس طرح کے پیر کامل کی طرف رہنمائی کر دیں تو چاہیے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت سمجھے اور اپنے تئیں بالکلیہ اس کے حوالہ کر دے اور اپنی سعادت کو اس کی مرضیات میں جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی مرضیات کے خلاف میں سمجھے۔ حاصل کلام یہ کہ اپنی نفسانی خواہش کو اس کی رضا کے تابع کر دے۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ تم میں سے کوئی ایمان نہیں لاتا یہاں تک کہ اس کی نفسانی خواہش میرے دین وشریعت کے تابع ہو۔ اور جان لے کہ آدابِ صحبت کی رعایت اس راہ کی ضروریات سے ہے۔ تاکہ فائدہ اٹھانے اور فائدہ پہنچانے کا راستہ کھل جائے۔ اور بغیر ان کی محبت کے کوئی نتیجہ نہیں اور نہ مجلس کا کوئی ثمرہ ہے۔ آداب وشرائط سے بعض بیان کئے جاتے ہیں۔ گوش ہوش سے سننے چاہئیں۔

جان لے کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کی توجہ تمام طرفوں سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کر لے اور پیر کے حضور اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں مشغول نہ ہووے اور اس کے حضور میں سوائے نماز فرض وسنت کے نہ پڑھے اور جہاں تک ہو سکے مرید ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا پیر کے سایہ پر پڑے۔ اور پیر کے مصلا پر پاؤں نہ رکھے۔ اور اس کے وضو کی جگہ میں وضو نہ کرے اور اس کے برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے سامنے پانی نہ پیئے۔ اور کھانا نہ کھائے اور کسی کے ساتھ بات نہ کرے۔ بلکہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور پیر کی غیر حاضری میں جس طرف کہ وہ ہو اس طرف پاؤں دراز نہ

Marfat.com

کرے اور لعاب دہن اس جگہ نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہوا سے درست سمجھے خواہ ظاہر میں درست معلوم نہ دے پیر جو کچھ کرتا ہے۔ الہام سے کرتا ہے اور باذن الٰہی کرتا ہے۔ اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اگر بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا واقع ہو جائے تو یہ الہامی خطا مثل خطا اجتہادی کے ہے۔ اس پر ملامت و اعتراض کرنا جائز نہیں اور نیز چونکہ مرید کو پیر سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ محبّ کی نظر میں محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے۔ محبوب معلوم ہوتا ہے۔ پس اعتراض کی گنجاش نہیں اور کلی و جزئی امور کھانے پینے اور سونے اور طاعت کرنے میں پیر کی پیروی کرے۔ پیر کی طرز پر نماز کو ادا کرنا چاہیے اور فقہ کو اس کے عمل سے سیکھنا چاہیے۔

پیر کی حرکات و سکنات میں کسی اعتراض کو دخل نہ دے۔ خواہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی مقدار ہو۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے محرومی کے نہیں ہے اور تمام مخلوقات میں سب سے بد بخت اس طائفہ عالیہ کا عیب بین ہے۔ حق سبحانہٗ ہم کو اس بڑی بلا سے نجات دے اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے اگر چہ وہ طلب بطریق خطرہ و وسوسہ دل میں آئے۔ کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو۔ کفار و منکر ہی معجزے کے طالب ہوا کرتے ہیں۔

اگر دل میں شبہ پیدا ہو، تو بغیر توقف کے عرض کرے۔ اگر حل نہ ہو، تو اپنا قصور سمجھے اور کوئی نقصان پیر کی طرف عائد نہ کرے اور جو واقعہ پیش آئے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے طلب کرے اور جو تعبیر کہ طالب پر ظاہر ہوا سے بھی عرض کر دے، اور صواب و خطا کو اس سے دریافت کرے اور اپنے مکاشفات پر ہر گز اعتماد نہ کرے کیونکہ اس دنیا میں حق و باطل اور صواب و خطا ملے جلے ہیں۔ اور بغیر ضرورت اور اذن کے پیر سے جدا نہ ہووے، کیونکہ غیر کو اس پر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے اور اپنی آواز کو اس

Marfat.com

کی آواز پر بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس سے بات نہ کرے کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ اور جو فیوض وفتوحات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے تصور کرے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ کوئی فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے تو اس کو بھی پیر ہی سے سمجھے اور جان لے کہ چونکہ پیر کمالات وفیوض کا جامع ہے۔ وہ خاص فیض پیر سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب مشائخ میں سے ایک شیخ کے کمال کے موافق کہ جس سے ظاہراً افاضہ ظہور میں آیا ہے۔ مُرید کو پہنچا ہے اور پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اُس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ لیکن مُرید نے بسبب ابتلاء کے اس لطیفہ کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے سمجھا ہے۔ یہ بڑی غلطی کھانے کی جگہ ہے۔ حق سبحانہٗ قدم کی لغزش سے بچائے اور پیر کے اعتقاد و محبت پر قائم رکھے۔ بحرمت سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔ حاصل کلام ''الطریق کلّہٗ ادب'' مثل مشہور ہے۔ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا۔ اور اگر مرید وآداب میں سے بعض کی رعایت میں اپنے تئیں کوتاہ جانے اور اسے کماحقہٗ ادا نہ کر سکے۔ اگر کوشش سے بھی اسے پورا نہ کر سکے۔ تو معاف ہے لیکن کوتاہی کا اقرار ضروری ہے۔ اگر پناہ بخدا آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے تئیں کوتاہ بھی نہ جانے تو ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم ہے۔ (مکتوب ۲۹۲ جلد اوّل)

ردِ فلاسفہ

ایک روز ابوالفضل نے فلاسفہ اور فلسفہ کی ایسی تعریف کرنی شروع کی جس سے علماء اسلام کی توہین پائی جاتی تھی۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے جوشِ اسلام میں آکر فرمایا کہ:

''امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن علوم کے فلاسفہ اپنے تئیں واضع بتلاتے ہیں۔ وہ دراصل علوم انبیاء سے مسروقہ ہیں۔ اور جو علوم انہوں نے

Marfat.com

مثل ریاضی وغیرہ ایجاد کیے ہیں وہ دین میں مفید نہیں۔"

اس بات سے ابوالفضل سخت متحیر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ غزالی نے نامعقول کہا ہے۔

حضرت اس بات سے بہت خفا ہوئے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: کہ اگر اہلِ علم کا شوق ہے تو یہ باتیں منہ سے مت نکالا کرو اور اسی وقت وہاں سے مراجعت فرمائی۔ پھر چند روز تشریف نہ لے گئے۔ جب دو تین دن کے بعد اس نے کمال معذرت کی تب پھر جانا شروع کیا۔

فاسق بادشاہ کی گواہی

ایک دفعہ عید الفطر کے روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ابوالفضل کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس سال عید کا چاند انتیس کا ہوا تھا لیکن بباعث کدورت آسمان سوائے بادشاہ کے اور کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ مگر سلطان کی رویت پر سب نے عید کر لی تھی۔ مگر حضرت نے عید نہیں کی تھی۔ ابوالفضل نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ چہرہ مبارک پر روزے کے نشان پائے جاتے ہیں۔ کیا روزہ ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ ہاں میرا تو روزہ ہے۔ ابوالفضل نے کہا کہ تمام جہاں میں عید اور آپ کا روزہ اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ تعجب ہے۔ سوائے بادشاہ کے اور کسی کو چاند دکھائی نہ دے۔ اس معاملہ میں دو تین آدمیوں کی گواہی کا بھی اعتبار نہیں۔ جب تک جم غفیر آ کر شہادت نہ دے۔ اور دوسرے یہ کہ گواہی سلطان تو بالکل ناقابل اعتبار ہے کہ دین سے منحرف ہے۔ ابوالفضل نے کہا یہ باتیں جانے دیجئے اور روزہ افطار کریئے۔ یہ کہہ کر پانی منگوایا، اور چونکہ دعویٰ اخلاص تھا خود کٹورہ لے کر حضرت کے دہن مبارک سے لگا دیا۔ حضرت نے کٹورہ پر ایسا ہاتھ مارا کہ تمام پانی گر پڑا۔ یہ بات اس کو ناگوار گزری۔ مگر کچھ ظاہر نہ کیا۔ اتنے میں ایک گروہ نے آ کر چاند دیکھنے کی شہادت دی یہ سن کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور خود پانی لے کر روزہ افطا کیا۔

Marfat.com

کمال تقویٰ

ایک مرتبہ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ بادشاہ کے ہمراہ تھے۔اور لشکر سلطانی گنگا پر خیمہ زن ہوا۔حضرت نے جمیع تابعین سے منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پانی نہ پیئے کہ ہندوؤں کا معبد ہے۔وہاں سے دور ایک کنواں تھا۔وہاں سے پانی منگایا اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کسی جگہ تشریف لے گئے وہاں کنواں عمدہ پانی کا نہ تھا کسی مخلص نے دریائے جمنا کا پانی کہ وہاں سے تین چار کوس پر تھا آپ کے استعمال کے واسطے منگایا جب آپ کو معلوم ہوا فرمایا کہ جمنا کا پانی پینے میں اس کی تعظیم پائی جاتی ہے۔ اس سے فقط استنجا کریں۔

ادب قرآن

ایک مرتبہ کا ذکر ہے ایک حافظ فرش پر بیٹھا ہوا قرآن مجید پڑھتا تھا۔حضرت نے خیال کیا تو اپنے نیچے فرش زیادہ پایا جیسا کہ صدر نشین کے نیچے ہوتا ہے۔فی الفورہ فرش زیادہ اپنے نیچے سے نکال دیا اور اس حافظ کے ہم فرش ہو گئے۔خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا نقطہ لگا ہے۔دل میں خیال گزرا کہ یہ نقطہ اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے۔مع اس کے اس جگہ بیٹھنا خلاف ادب ہے یہ سوچ کر فی الفور باہر نکل آئے اور ہاتھ دھو کر پھر استنجے کو تشریف لے گئے۔

رعایتِ مستحب

ایک روز حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے خادم سے فرمایا کہ فلاں جگہ لونگ رکھی ہیں۔ان میں سے تھوڑی سی لے آؤ۔خادم نے چھ دانہ لا کر سامنے رکھے۔آپ نے فرمایا کہ ہمارے صوفی کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں کہ ''اَللّٰہُ وِتر ''ویحب الوتر '' پھر فرمایا

Marfat.com

کہ رعایت وتر مستحبات سے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھ کہ کچھ نہیں دیا۔

مُجدّد کسے کہتے ہیں

مجدد اپنے رسول کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور عملی طور پر نمونہ بن کر اسی سیڑھی پر چڑھ کر جہان کو دکھاتا ہے۔ جس پر اس کا رسول چڑھا تھا۔ اور اس کی کمال تابعداری کر کے متصف باوصاف کمال ہو کر مخلوقات کے واسطے ہدایت کا نمونہ قایم کرتا ہے۔ تفسیر روفی میں زیر آیہ کریمہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ط تحریر کیا ہے۔ ترجمہ۔ تحقیق عطا کی ہم نے موسیٰ کو کتاب (تورات) اور پیچھے لائے ہم موسیٰ علیہ السلام کے کئی پیغمبر۔ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار پیغمبر کم و بیش پیدا ہوئے۔ کہ عمل ان کا تورات پر تھا۔ مثل۔ یوشع۔ شمعون۔ ایوب۔ داؤد۔ سلیمان الیاس۔ زکریا و یحیٰی علیہم السلام کے اور یہ سب شریعت موسوی پر تھے۔ مقصود ان کے بھیجنے سے جاری کرنا اس شریعت کا تھا جو تحریفات علماء موسوی سے متغیر و متبدل ہو گئی تھی۔ پس یہ رسول بنی اسرائیل میں مانند علماء ربانیین اور مجددان دین متین اس امت کے ہیں۔ (علمآء اُمّتی۔ کانبیآءِ بنی اسرآئیل)☆ ہمارے حضور علیہ السلام کا فرمودہ برحق ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ((انّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا)) یعنی خداوند تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایک ایسا شخص بھیجتا رہے گا۔ جو دین کی تجدید کرے۔ پس جاننا چاہیے کہ ایک مجدد بر سر ہر صدی پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک بعد ایک ہزار برس کے جیسا کہ سو پر ہزار کو باعتبار اعداد کے تفوق ہے۔

☆ محدثین کے نزدیک یہ روایت موضوع، لا اصل اور پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ ملاحظہ ہو۔ الموضوع ص ۱۲۳ تذکرۃ للوکشی وغیرہ۔

Marfat.com

ویسا ہی مرتاب قرب الٰہی میں اور درجاتِ ایصال فیوضات نامتناہی میں بلندی اور فوقیت ہے۔ مجدّد الف کو مجدّد مائۃ پر اور یہی طور زمانہ ارسال انبیاء سے چلا آتا تھا۔ کہ بعد ہزار برس کے پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا تھا۔ جو صاحب احکام جدیدہ اور صاحب کتاب پسندیدہ ہو اور درمیان میں انبیاء متبع اس کی شریعت کے ہوتے تھے۔ جو اس کے دین کو ترویج دیا کرتے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے جو خاتم النبیّین تھے۔ تو اب نبوت ختم ہو گئی اور نزول وحی کا اس امت پر مسدود ہوا۔ تو اب حکمت الٰہی نے چاہا کہ تجدید دین بوساطت علماء ربانیین ہوتی رہے۔ علماء اس امت کے ظاہر بحیلہ شریعت نبویہ کے اور باطن طریقہ مصطفویہ کے فرمائے اور بعد ہزار کے قائم مقام پیغمبر اولوالعزم کے مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کو ظہور میں لایا اور جمیع درجات ولایات اور کمالات سے بہرہ ور کر کے باحیائے دین متین اور با ایصال احسان و یقین مشرف فرمایا: ''ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ط

رسول اولوالعزم مخلوقات کو شعشعان انوار ہدایت سے ایک ایسی روشنی دکھاتا ہے جس طرح مخلوقات کو آفتاب کے چڑھنے سے سب کچھ نظر آتا ہے۔ آنکھیں تو سب کی ہیں مگر اندھیری رات میں کوئی کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح فطرت کی آنکھیں ہر ایک رکھتا ہے۔ جس کو شعور یا عقل بہبودی کا کہا جائے۔ تو مناسب ہے۔ جس کے حق میں باری تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا '' اور اسی فطرتی شعور کی آنکھوں کی نعمت کا جابجا احسان قرآن پاک میں جتلایا گیا۔ اور اس نعمت کے وضع فی غیر محلہٖ کے جرم کی سرزنش قیامت کے دن ہو گی۔ جیسا باری تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ط اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ط یعنی شیطان نے تم سے بڑے گروہوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کر لیا۔ پس تم میں سے کوئی بھی عقل والا نہ تھا۔ یعنی عقل و شعور فطرتی جس سے تم

Marfat.com

بھلائی برائی کی تمیز کر سکتے تھے۔ ہم نے تم میں رکھ دیا تھا۔ پھر تم نے اس شعور فطرتی کو جو تم دنیا کے کاموں میں تو خوب استعمال کرتے رہے۔ دین کے کام میں استعمال نہ کیا اور شیطان کے دھوکہ میں باوجود عقل کے آ گئے۔ جس طرح کسی سلطان کی طرف سے فوج کو سب ہتھیار ملے ہوئے ہوں اور غنیم ان پر آوے تو فوج کے لوگ کوئی ہتھیار بھی غنیم پر نہ چلاویں۔ بلکہ اس سے متفق ہو جائیں۔ تو وہ بادشاہ کے مجرم ٹھہریں گے۔ اب بادشاہ ان سے پوچھے گا کہ کیا تم کو ہتھیار نہ دیئے گئے تھے۔ کہ تم غنیم پر چلاؤ۔ پس ظاہر ہے کہ دیئے تو گئے تھے مگر انہوں نے چلائے نہیں۔ تو اسی طرح انسان کو جو عقل فطرتی دیا گیا ہے اس کے موقع پر استعمال نہ کرنے سے اس روز عتاب الٰہی وارد ہوگا۔ کہ ھٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ط یہ دوزخ وہ ہے جو تم کو اس عقل فطرتی کے وضع فی غیرہ کے بارہ میں بطور وعید سنایا گیا تھا۔ وہ فطرتی شعور جو باری تعالیٰ نے اپنے کمال احسان سے ہر ایک انسان میں رکھا ہے وہ گویا دل کی آنکھیں سمجھو۔ اب جس طرح ظاہری آنکھیں سوائے آفتاب چڑھنے کے کچھ دیکھ نہیں سکتیں اسی طرح دل کی آنکھیں بھی سوائے شعشعان انوار وحی کے دیکھنے سے عاجز ہوتی ہیں۔ اس واسطے وہ عقل ناکافی ہوتا ہے۔ اب پیغمبر کے وجود مسعود سے مانند سورج کے انوار وحی چمک کر لوگوں کو حق الیقین کا راستہ دکھایا جاتا ہے سو پروردگار فرماتا ہے۔ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ پہلے تو تم کو دل کی آنکھیں دی گئیں تھیں۔ تا کہ تم تمام شعور کا عذر نہ کرو پھر تم پر پیغمبر اوالعزم کا آفتاب چڑھا۔ اور اس سے وحی کے انوار کے چمکاروں نے راہِ ہدایت کو ایسا واضح دکھلا دیا کہ تم پر اتمام حجت ہوئی اور کچھ اخفا بھی نہ رہ گیا۔ پھر باوجود آنکھوں کے اور سورج چڑھنے کے جو شخص جان بوجھ کر سیدھی سڑک سے منہ پھیر کر ایک کنوئیں میں جا پڑے تو وہ کسی کے آگے کچھ عذر نہیں کر سکتا کہ میں فلانے عذر سے کنوئیں میں جا پڑا۔ بلکہ اس کی اپنی بدقسمتی اور بے وقوفی سب پر ظاہر ہوگی۔ ھٰذِهٖ جَهَنَّمُ

Marfat.com

الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ؕ اب یہ وہ جہنم ہے جو تم کو پیغمبر کے سورج چڑھنے کے وقت اپنی دل کی آنکھوں سے شرائع کی سڑک سے اترنے پر نظر آتا تھا۔ کہ ضرور اس میں جا پڑیں گے اب تم جان بوجھ کر اس میں جا پڑے۔ کوئی عذر تمہارا باقی نہیں اول تم عقل کی آنکھیں رکھتے تھے پھر سورج بھی چڑھا ہوا تھا۔ پھر شرائع بادشاہی سڑک جو سیدھی منزل مقصود جنت کو جا رہی تھی۔ تم کو نظر آ رہی تھی اور پکار پکار کر تم کو کہا گیا کہ: ''وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ؕ ہمارے پکارنے والے پیغمبر اور علماء ربانیین اور مجدد دین متین اور واعظان حقانی تم کو کس زور سے پکار پکار کر کہتے رہے گویا اس سڑک شاہی پر ہمارے چوب دار ہمیشہ کے لئے کھڑے رہے کوئی زمانہ خالی نہ تھا۔ جس میں وہ نہ کھڑے ہوں۔ اگلے چلتے رہے تو اور متواتر آتے رہے جو اس راہ پر پکارتے رہے کہ یہ صراط مستقیم ااور راہِ ہدایت سیدھا جنت کو جاتا ہے۔ خبردار اس سے بہک نہ جانا۔ اس سے اتر کر کسی اور طرف رُخ کیا تو دوزخ کے گڑھے میں جا پڑو گے۔

پیغمبر اولوالعزم سے جب آفتاب کی مانند شعشعان انوار وحی ربانی چمکتے ہیں۔ اس وقت لوگوں کو حق الیقین کا راستہ بالکل واضح طور پر نظر آ جاتا ہے۔ اس وقت جو منکر رہتے ہیں وہ صرف ہٹ اور شقاوت ازلی کے سبب ہدایت سے محروم ہوتے ہیں۔ ورنہ ہدایت کی وضاحت میں کچھ شبہ نہیں رہتا۔ اوالعزم رسول ایسی روشنی دکھاتا ہے کہ تمام اندھیرے محو ہو جاتے ہیں۔ تمام شکوک وشبہات یک قلم رفع اور تمام انکار یک دفعہ دور ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر وہ زمانہ دھندلا سا آ جاتا ہے۔ جس طرح سورج کے چھپنے کے بعد پھر اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ پھر خداوند رحمٰن ورحیم کی عنایت مخلوقات کی دستگیری فرماتی ہے۔ اور پروردگار دوسرا مجدد یا راہنما اس کا ہم رنگ پیدا کرتا ہے۔ اور اسی طرح یہ ہدایت کا ایصال قائم چلا آتا ہے۔ ہر ایک صدی پر ایک ہادی کا ظہور چلا آیا اور چلا جائیگا۔ مگر

جب ہزار سال گزر جاتے ہیں تو پلہ ضلالت اس قدر غالب ہو جاتا ہے کہ جانب بشریت وہدایت کو بتمامہ اپنے ہم رنگ کر لیتا ہے اور مناسبت بشری جو خلق سے تھی وہ بالکل جاتی رہتی ہے۔ لاجرم امت میں بجا آوریٔ احکام شرع میں فرق عظیم پڑ جاتا ہے۔ پس اس کی تجدید کے واسطے ایک پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا ہے کہ تقویت دین وشرع کی کرے۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ کے ارتحال کو ہزار سال گزرے اور مطابق قاعدہ کے دین میں سستی و شیوعِ بدعت وظلمت ہوگئی۔ اب چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نبی یا الوالعزم کا پیدا ہونا ممنوع تھا لہذا ضروری ہوا کہ حسب عادت ربانی اور بمقتضائے صنعت رحمانی کوئی شخص ایسا پیدا ہوتا جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات کا نمونہ مخلوقات میں دکھاتا اور جو قائم مقام الوالعزم ہو کر تجدید دین متین کی کرتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وہ کمالات حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کو عطا فرما کر مجدد الف ثانی کیا۔

رسول کے ہزار سال بعد مجدّد پیدا ہوتا ہے۔ وہ مانند اولوالعزم رسول کے اولوالعزم مجدّد ہوتا ہے۔ حضور مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کا اولوالعزم مجدّد ہونا مسلّم امر ہے۔ اور حضرت کی طبیعت رسول اکرم ﷺ کی طبیعت سے بطور ظلّی کمال مناسبت سے نسبت تامہ رکھتی تھی۔ پیروی اور اتحاد کا درجہ ایک سرّ عظیم ہے۔ بظاہر مختون پیدا ہونا اور تمام علوم میں بلا مدد استاد انشراح صدر ہو جانا۔ اقتباس ان مشکوٰۃ نبوت سے ہے۔ پھر بعد ترویج کے غنی ہونا اور چالیس برس کرسی ارشاد پر متمکن ہونا اور مانند رسول اکرم ﷺ تکلیفیں برداشت کرنا جیسا کہ حضرت علیہ السلام نے اہل مکہ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ حضور مجدد صاحب علیہ الرحمہ نے روافض کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ قلعہ گوالیار میں قید ہوئے، پھر ان تکالیف میں مستقل وباتحمل رہنا یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت سے مناسبت تھی۔ اگر اس وقت جناب مجدد صاحب سجدہ تحیۃ یا سر جھکانا گوارا کرتے تو قیامت تک فاسقین اور

Marfat.com

شریر لوگوں کے لئے ایک سند ہو جاتی اور صنم پرستوں بلکہ ہر ایک شیطنت مزاج آدمی کو ایک وثیقہ ہاتھ لگ جاتا۔ کہ دیکھو بوقت خوف حضرت مجدد جیسے بزرگ نے سر جھکا لیا۔ خصوصاً اہل طغیان گروہ روافض کا تقیہ جس کو وہ لوگ بزعم فاسد خود فرض جانتے ہیں ثابت ہو جاتا مگر حضرت نے بکمالِ تبعیت اپنے قول کے خلاف ہرگز گوارا نہ فرمایا۔ درباری علماؤں نے فتویٰ بہ قتل لکھ دیا۔ خدا نے بچانا تھا بچا لیا مگر حضرت نے جان قربان کر دینے میں کچھ کسر باقی نہ چھوڑی جان جانے کی پرواہ نہ کی مگر سنت حبیبِ خدا ﷺ کی قائم رکھی اور شرک و تقیہ خبیثہ کی بیخ کنی کر دی۔

پھر حضرت کا ارشاد بھی مانند شیوع رسالت مقدسہ اقطار عالم میں مختصر مدت میں جاری و ساری ہو گیا۔ اور حضرت کے خلفاء مانند خلفاء رسول اکرم ﷺ کامل و اکمل تیار ہوئے۔ حضرت کی تاثیر مثل انوار نبوت کے کفر کے حصاروں کو پاش پاش کر کے سینوں میں انوار اسلام داخل کر دیتی تھی۔ حضرت کی بیماری کا طرز بھی رسول اکرم ﷺ کی بیماری کی طرح تھا۔ پھر سب سے بڑھ کر مناسبت عمر کا ٹھیک برابر رسولِ اکرم ﷺ کے ہونا اور سہ شنبہ کے روز فوت ہونا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی عمر بھی تریسٹھ برس کی ہوئی بعد ایام بعثت جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے ۲۳ سال ہدایت خلق میں گزارے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بھی وہی ۲۳ سال تبلیغ احکام ربانی میں گزار دیئے۔ اور کمال متابعت اپنے رسول میں جب کہ شیوع دین اسلام بحوائے "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ" عمدہ طور پر ہو چکا اور کفر و زندقہ و ضلالت و شیطنت روافض کی خاطر خواہ بیخ کنی ہو گئی، تب حضور کا وصال ہوا۔

اہم واقعات

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے

Marfat.com

اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے احسانات اور فیوض و برکات کا شمار احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ چند اہم واقعات شائقین کی معلومات میں اضافہ کیلئے تحریر کئے جاتے ہیں۔ جو حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے سوانح سے خاص متعلق ہیں۔

۱۴؍شوال ۹۷۱ھ شب	حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ولادت سرہند شریف میں ہوئی۔
۱۰۰۰ھ	آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے بیعت کی۔
۲۷؍جمادی الآخری ۱۰۰۷ھ	آپ کے والد محترم کا اسی سال کی عمر میں انتقال ہوا۔
بروز جمعہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ	آپ نے خلعت تجدید زیب تن فرمایا۔
دوشنبہ ۲۷؍رمضان المبارک ۱۰۱۰ھ	آپ کو خلعت قبولیّت عطا ہوئی۔
۱۰۲۹ھ	آپ عساکر سلطانی کے ساتھ پنجاب، سرہند، دہلی اور اجمیر شریف تشریف لے گئے۔
ہفتہ ۲۵؍جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ	حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے چالیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔
۱۰۱۴ھ	بادشاہ اکبر کی موت ہوئی اور اسی سال ۸؍جمادی الثانی کو جہانگیر تخت نشین ہوا۔
۱۰۰۵ھ	حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ بمقام سرہند شریف تولد ہوئے۔

۱۰۰۷ھ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ العروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم تولد ہوئے۔

۱۰۲۴ھ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے فرزند خواجہ محمد یحییٰ تولد ہوئے۔

۱۰۲۸ھ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کو قلعہ گوالیار میں جہانگیر نے محبوس کیا۔

۱۰۲۴ھ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے اپنے خلفاء اطراف و جوانب میں اصلاح کی غرض سے روانہ فرمائے جن میں ستر اہل ارادت بسرکردگی مولانا محمد یار ملک ترکستان و قبچاق کو اور چالیس ارادتمند یمن۔ شام اور روم کو بسرکردگی مولانا فرخ حسین اور دس ارادتمند مولانا صادق کابلی کی سرکردگی میں کاشغر کو اور تین ارادتمند مولانا شیخ احمد برکی کی سرکردگی میں توران و بدخشان اور خراسان کو روانہ ہوئے۔

۱۰۲۵ھ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے مکتوبات شریف کی پہلی جلد تمام ہوئی۔

سہ شنبہ ۲۸/ماہ صفر تریسٹھ سال کی عمر میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا بمقام سرہند

۱۰۳۴ھ وصال ہوا۔

وفات حسرت آیات

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ نے وفات سے چند ماہ پہلے اپنے اکثر دوستوں سے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عمر تریسٹھ سال کی معلوم ہوتی ہے اور یقیناً ایسا ہونا تھا۔ آفتاب نبوت سے ضیاء حاصل کرنے والا بدر منیر بھی اتباع نبوت سے کیسے غفلت کرے۔ اختیاری معاملات میں جب اس کا یہ حال ہوگا تو غیر اختیاری معاملات میں من جانب اللہ سنت کی

Marfat.com

اتباع اسے حاصل ہوگی۔

چنانچہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ ایام مرض میں تنہائی بہت پسند کرتے تھے۔ایک روز حرم سرا کی دہلیز میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا اس موسم سرما میں جو دو مہینے تک آئے گا ہم اس گھر میں نہ سوئیں گے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ شاید خلوت خانہ میں آرام فرمائیں گے۔فرمایا نہیں ان گھروں میں سے کسی میں بھی نہیں۔حاضرین نے عرض کی کہ پھر کس جگہ؟ آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ ہونے والا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد وہدایت کا سب کام صاحبزادوں کے سپرد فرمایا اور اپنا تمام وقت تلاوت قرآن مجید اذکار واشغال میں صرف فرمانے لگے۔سوائے نماز کے خلوت سے باہر نہ آتے۔نوافل اور صدقات وخیرات کی بھی اس زمانہ میں بہت کثرت فرمائی۔اور درویشوں کو کپڑے بھی تقسیم فرمائے۔ذوالحجہ میں آپ کو ضیق النفس کا دورہ ہوگیا اگرچہ آپ پر ضعف غالب آگیا تھا لیکن عبادات ووظائف کے اوقات مین سرِ موفرق نہ آیا۔بدستور نماز باجماعت ادا فرماتے رہے۔

وصال سے پہلی رات آپ نے اپنے خادموں کو ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی صرف آج کی رات اور محنت ہے۔اس رات آپ نے کئی دفعہ پنجابی مصرعہ پڑھا۔

اج ملاوا کونت سوں سکھی سب جگ دیواں وار

اسی رات آپ نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جن کا صحیحین میں ذکر ہے۔رات کے آخری حصہ میں وضو فرمایا اور تہجد کھڑے ہوکر ادا کی اور فرمایا یہ ہماری آخری تہجد ہے۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔حسب عادت مراقبہ اور اشغال بھی فرمایا نماز اشراق اور ادعیہ ماثورہ بھی پڑھیں۔اور اسی دن یعنی ۲۸ رصفر ۱۰۳۴ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں اپنے محبوب حقیقی کو یاد کرتے کرتے خدا کے یہ سچے عاشق حقائق کے دریا میں تیرنے والے وصول الی

اللہ کے زینہ۔حکمت کے دفینہ۔رحمت کے خزانہ۔کاملین کی حجت۔طریقت کے نور۔علماء کے سرداراور اہل جہان کی زینت اس دار فانی سے رفیق اعلیٰ سے جا واصل ہوئے۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ نے پڑھائی اور بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے سامنے خاص شہر سرہند میں مدفون ہوئے۔یہی وہ جگہ ہے جس کے متعلق آپ نے اپنے مکتوب میں ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب ﷺ کے صدقے شہر سرہند گویا میری پیدائش کی جگہ ہے۔کہ میرے لئے ایک تاریک گہرے کنوئیں کو پُر کر کے صفہ بلند بنایا ہے اور اکثر شہروں اور قصبوں پر اس کو بلندی بخشی ہے۔اس زمین میں اس قسم کا نور امانت کے طور پر رکھا گیا ہے۔جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے مقتبس ہے اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ کی پاک زمین سے ظاہر اور روشن ہے۔

فرزند اعظم مرحوم (خواجہ محمد صادق) کے ارتحال سے چند ماہ بیشتر اس نور کو اس درویش پر ظاہر کیا گیا اور فقیر کی تنگ زمین میں اس کا نشان دیا تھا، وہ نور اس قسم کا ظاہر ہوا تھا کہ صفت وشان کی گرد اس کو نہ لگی تھی۔اور کیفیات سے مبرّا ومنزّہ تھا۔اس وقت یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس زمین میں دفن کیا جاؤں۔اور وہ نور میری قبر پر چمکتا رہے۔اس بات کو میں نے فرزند اعظم (خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ) کے آگے ظاہر کیا۔اور اس نور اور اس خواہش سے مطلع کیا۔اتفاقاً فرزند مرحوم اس دولت میں سبقت لے گیا اور خاک کے پردہ میں اس نور کے دریا میں مستغرق ہو گیا۔

اس شہر بزرگ کے لئے یہ بڑی بھاری شرافت کا موجب ہے کہ میرے فرزند اعظم جیسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے بزرگ اولیاء میں سے ہے اس جگہ آسودہ ہے۔کچھ مدت

کے بعد معلوم ہوا کہ وہ نور امانت اس فقیر کے قلبی انوار کا لمعہ ہے۔ جس کو وہاں سے اقتباس کر کے اس زمین پر روشن کیا ہوا ہے۔ جس طرح کہ مشعل سے چراغ روشن کر لیں۔

(مکتوب نمبر ۲۲ جلد ثانی)

نظام الاوقات

نصف شب سے تہجد کیلئے اٹھنے کا معمول تھا اور ہر دو رکعت کے بعد توبہ استغفار اور درود شریف اور دعاؤں کے بعد مراقبہ فرماتے ہیں۔ یہ سلسلہ فجر تک قائم رہتا تھا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشراق تک اپنے متوسلین سے مراقبہ میں بیٹھتے تھے۔ اشراق کے بعد دیگر مشاغل میں مصروف ہوتے۔ اکثر متوسلین کا ہجوم رہتا حتی کہ چاشت کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ نماز چاشت کے بعد کچھ غذا تناول فرماتے۔ جو فقراُ حاضر خانقاہ ہوتے وہ بھی دسترخوان پر حاضر ہوتے یا ان کا کھانا تقسیم کیا جاتا۔ کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ پھر زوال کے بعد سُنتیں اور اس کے بعد ظہر کی سنتیں اور فرض وغیرہ سے فراغت پا کر متوسلین باریاب ہوتے اور فیوض و برکات سے استفادہ کرتے۔ یہ سلسلہ نماز عصر تک جاری رہتا۔ اذان کے بعد تحیۃ الوضو اور عصر کے نوافل پڑھتے۔ پھر جماعت سے فراغت پا کر تلقین کا سلسلہ جاری رہتا۔ نماز مغرب کے بعد نوافل کا طویل سلسلہ نماز عشاء کے قریب تک جاری رہتا۔ نماز عشاء کے بعد آرام فرمانے کا وقت تھا۔ رات دن کے نوافل میں ایک قرآن شریف ختم کیا جاتا۔ اسی اثناء میں تصانیف مکاتیب اور درس و تدریس وعظ و تلقین کا سلسلہ جاری رہتا۔ سفر میں بھی معمولات پر پابندی کی کوشش کی جاتی۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کا یہ نظام الاوقات اس بات کا مظہر ہے کہ عارف باللہ لوگ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ یادِ الٰہی میں صرف کرتے ہیں۔ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی اتنی سختی سے پابندی کر کے متوسلین کے سامنے نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اسی نظام

Marfat.com

الاوقات میں بال بچوں کی خبر گیری گھر کے معاملات کی اصلاح اور تمام دنیوی معاملات شامل ہیں۔حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی زندگی پر غور کرنے سے "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط کے اسرار و معارف خود بخود دل میں آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

اسلام کا اعجاز اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ کامل مسلمان کی زندگی کا ہر پہلو صرف خدا کی رضا کے ماتحت ہوتا ہے اور اس میں وہ اپنی ترقی کا راز مضمر سمجھتا ہے۔

تصانیف

(۱) مکتوبات شریف (۲) مبدأ و معاد (۳) معارف لدنیہ (۴) مکاشفات غیبیہ (۵) شرح رُباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (۶) رسالہ تہلیلیہ (۷) رسالہ فی اثبات النبوت (۸) رسالہ بسلسلہ حدیث وغیرہ۔

خلفاء

شیخ عبدالحمید بنگالی۔شیخ عبدالحی۔شیخ نور محمد پٹنی۔شیخ مزمل پوربی۔شیخ نور محمد بہاری۔شیخ حامد بہاری۔مولانا فرخ حسین۔سید باقر سارنگ پوری۔سید محب اللہ مانک پوری۔سید حسین مانک پوری۔مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی۔شیخ طاہر بندگی لاہوری۔مولانا امان اللہ لاہوری۔شیخ طاہر بدخشی۔الحاج خضر افغان۔مولانا صادق کابلی۔مولانا ہاشم۔خواجہ محمد ہاشم برہان پوری۔مرشد میر زمان بیگ۔شیخ فضل اللہ برہان پوری۔مولانا حمیدالدین احمد آبادی۔حاجی حسین۔شیخ داؤد سانکی۔مولانا غازی نو گجراتی۔میر محمد نعمان اکبر آبادی۔خواجہ محمد صدیق دہلوی۔شیخ بدیع الدین سہارنپوری۔شیخ احمد دیبی۔شیخ عبدالقادر انبالکی۔شیخ محمد مری۔شیخ سلیم بنوری۔شیخ آدم بنوری۔مولانا بدرالدین سرہندی، شیخ خضر بہلول پوری۔مولانا محمد یوسف سمرقندی۔مولانا عبدالغفور سمرقندی۔مولانا

Marfat.com

محمد صالح کولابی۔شیخ کریم الدین۔باباحسن ابدالی۔الحاج محمد فرگنی۔مولانا محمد یار قدیم طالقانی۔مولانا یار محمد جدید۔صوفی قربان قدیم۔صوفی قربان جدید۔مولانا قاسم علی۔شیخ حسن برکی۔شیخ یوسف برکی۔شیخ عبدالرحیم برکی۔مولانا صغر احمد رومی حنفی۔شیخ عبدالعزیز نحوی۔شیخ علی المحقق مالکی مدنی۔شیخ زین العابدین۔شیخ علی طبری شافعی مکی۔شیخ احمد استنبولی حنفی، فقیہ عثمانی عینی شافعی۔سید مبارک شاہ بخاری۔مولانا حسن بخاری۔قاضی تولک بخاری۔شیخ عیسیٰ مغربی۔شیخ محمد مدنی وغیرہ۔

صاحبزادگان

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی دو بڑی کرامت صفحہ روزگار پر باقی ہیں۔ایک آپ کی تصانیف جن کا ایک ایک لفظ حقائق و معارف کے اسرار کھولتا ہے۔اور دلوں کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھاتا ہے۔ہر فقرہ اطمینان کا باعث اور ایقان کا موجب۔کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے اسرار و رموز سے لبریز ہدایت کی راہ پر مستحکم کرنے والا ہے۔

دوسرے آپ کے صاحبزادگان جن کا علم و فضل اور کمالات روحانی حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی ہمت و توجہ کا مظہر ہے۔الولد سرّ لابیہ

حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

خواجہ محمد صادق۔خواجہ محمد سعید۔خواجہ محمد معصوم۔خواجہ محمد فرخ۔خواجہ محمد عیسیٰ۔خواجہ محمد اشرف شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم۔

خواجہ محمد صادق

آپ حضرت شیخ کے فرزند اکبر ہیں۔جو ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔بچپن میں اپنے جدّ بزرگوار کے دامن تربیت میں رہے۔جب ۱۰۰۸ھ میں حضرت شیخ قدس سرہٗ دہلی میں

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ بھی ہمراہ تھے۔ اس وقت آپ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح حضرت خواجہ سے اخذ طریقہ کیا اور معاملات عظیمہ آپ پر وارد ہوئے یہاں تک کہ کبھی وفور مستی اور غلبہ جذبہ میں ننگے سر اور ننگے پاؤں جدھر جی چاہتا نکل جاتے اور سبق کی کتابیں بالائے طاق رکھی رہ جاتیں۔ ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کسی بزرگ کی خدمت میں سلوک تمام کر کے خلافت حاصل کی تھی وہ وطن کو جاتے ہوئے یہاں ٹھہر گیا۔ اس نے اپنے حالاتِ بلند حضرت خواجہ سے ذکر کیے اس کی مراد یہ تھی کہ ایسے حالات ہمیں حاصل ہیں۔ اگر یہاں کچھ زیادہ ہیں تو استفادہ کروں۔ حضرت خواجہ نے محمد صادق کو طلب کر کے فرمایا: بابا! اپنے احوال بیان کرتا کہ مہمان درویش سُن لے۔ آپ نے وہی درویش والے احوال اور کچھ زاید بیان کیے جب اس درویش نے دیکھا کہ اس آستان کا ایک طفل ہشت سالہ جسے داخل طریقے ہوئے دو تین ماہ ہوئے ہیں۔ وہ حالات بیان کرتا ہے جو اسے پچاس سال میں حاصل ہوئے تو اپنے احوال کی دِید کا غرور اس کے دماغ سے نکل گیا۔

لڑکپن ہی سے آپ کشف کون اور کشفِ قبور میں نظر صائب رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ آپ کے کشف و فراست پر اعتماد کر کے آپ سے امورِ غیبیہ دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اور قبرستان میں لے جا کر مردوں کے حالات پوچھا کرتے تھے اور آپ جیسا نظر پڑتا عرض کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کا چچا شیخ محمد مسعود بغرض تجارت خراساں کو جانے لگا آپ بطریق مشایعت اس کے ساتھ اپنے جد بزرگوار مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ کے مزار تک اور ایک لحہ مزار مبارک پر مراقب رہے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمانے لگے کہ میرے دادا جان علیہ الرحمہ چچا جان کو اس سفر سے منع کرتے ہیں چونکہ آپ اس وقت کم سن تھے اس لئے شیخ صاحب نے خیال نہ کیا نتیجہ ہوا کہ شیخ مسعود اسی سفر میں مقتول ہوئے۔

Marfat.com

آپ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔اکثر علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاصل فرمائے۔کچھ مولانا طاہر لاہوری اور کچھ مولانا معصوم کی خدمت میں حاصل کیے۔اٹھارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوکر تدریس میں مشغول ہوئے۔معقول ومنقول میں آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ ایک روز آپ کو شیراز کے ایک فاضل کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا جو ہندوستان میں آیا تھا۔اور معقولات میں بینظیر تھا۔آپ نے ہیئت وحکمت کے چند دقائق طبع زاد اس سے ذکر کیے۔فاضل موصوف کہنے لگا کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہ دیکھا تھا مجھے یقین نہ تھا کہ طلبہ ہندوستان میں سے کوئی طالبعلم علوم عقلیہ کے مسائلِ دقیقہ کی قوت ادراک کماحقہٗ رکھتا ہوگا۔

مہارت علمی کے ساتھ آپ نے سلوک کو بھی درجہ تکمیل تک پہنچادیا تھا۔چنانچہ اکیس برس کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔حضرت شیخ نے مکتوبات میں آپ کی شان میں کئی جگہ کلمات مدحیہ درج فرمائے ہیں۔چنانچہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میرا بیٹا میرے معارف کا مجموعہ اور مقامات جذبہ وسلوک کا نسخہ ہے۔وہ محرم اسرار اور خطا وغلط سے مصئون ومحفوظ ہے۔جب آپ کی عمر چوبیس سال کی ہوئی۔تو سرہند میں وبائے طاعون شدت سے نمودار ہوئی۔ہر روز کثرت سے ہلاک ہونے لگے۔آپ نے فرمایا کہ یہ وبا تر لقمہ چاہتی ہے۔جب تک ہم نہ جائیں گے تسکین نہ ہوگی۔چنانچہ آپ کو بخار ہوگیا۔اور طاعون کی گلٹی آپ کی ران میں ظاہر ہوئی،اور دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو وصال فرمایا۔اور الفاظ ''دوشنبہ نہم ربیع الاول'' سے ہی آپ کی تاریخ نکلتی ہے۔آپ سے ایک دو دن پہلے آپ کے بھائیوں محمد فرخ اور محمد عیسیٰ رحمہما اللہ تعالیٰ نے اور آپ کی بہن ام کلثوم نے اسی مرض میں انتقال فرمایا۔اور یہ تینوں اپنے جد بزرگوار حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے مزار میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد وبا ان کے قبیلہ میں نہ رہی۔ جو بیمار تھے۔ وہ صحت یاب ہو گئے۔ ان مریضوں نے شدت مرض میں دیکھا تھا کہ حضرت مخدوم زادہ ان کو اس جماعت کے ہاتھ سے چھڑا رہے ہیں۔ جو اس وبا پر موکل تھے۔ اور ان سے فرمارہے ہیں کہ اب جو ہم نے اس بلا کو اپنے اُوپر لے لیا تمہیں لوگوں سے الجھنا جائز نہیں۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت مخدوم زادہ کا نام لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ اس وبا سے رہائی پائے گا، چند لوگوں نے اس کا تجربہ کیا اور نام مبارک میں عجیب اثر دیکھا۔

آپ علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد رشتہ داروں کی رائے تھی کہ آپ کو آپ کے جدّ بزرگوار کے مقبرہ میں دفن کیا جائے۔ حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مراقبہ کیا تو اس جگہ کا حکم ہوا جہاں اب آپ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے فرزند اعظم اور ان کے دو بھائیوں کے انتقال کو سخت رنج ہوا۔ چنانچہ آپ نے مولانا صالح کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

"بھائی ملا صالح نے اہل سرہند کے واقعات سنے ہوں گے۔ میرے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے دو چھوٹے بھائیوں محمد فرخ اور محمد عیسیٰ علیہم الرحمہ سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ الحمدللہ سبحانہٗ کہ اولاً انہوں نے باقیماندگان کو قوت صبر عطا فرمائی۔ اور ثانیاً اس وبا کا خاتمہ کر دیا، کسی نے خوب کہا ہے۔

من از تو رُوئے نہ پیچم گرم بیازاری   کہ خوش بود عزیزاں تحمل وخواری

میرا فرزند حق جل وعلا کی آیتوں میں سے ایک آیت اور رب العالمین کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اس نے وہ حاصل کیا کہ کم کسی نے کیا۔ اس نے مولویت کے پایہ اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کو ایسی

Marfat.com

حدکمال تک پہنچادیا تھا کہ اس کے شاگرد تفسیر بیضاوی اور شرح مواقف اوران کی مثل اور کتابوں کو پوری قدرت سے پڑھاتے ہیں۔اس کی معرفت وعرفان کی حکایتیں اور شہود وکشوف کے قصے محتاج بیان نہیں۔

تمہیں معلوم رہے کہ وہ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال ہوگئے تھے کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ ان کے حال کی تسکین کا علاج بازاری کھانوں سے کیا کرتے تھے۔جو مشکوک مشتبہ ہوتے ہیں اور خواجہ ممدوح فرمایا کرتے تھے کہ جو محبت مجھے صادق سے ہے وہ کسی سے نہیں اوراسی طرح جو محبت اُسے ہمارے ساتھ ہے وہ کسی کے ساتھ نہیں حضرت خواجہ کے اس ارشاد سے ان کی بزرگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔فرزند موصوف نے ولایت موسوی کو نقطۂ آخر تک پہنچایا ہوا تھا۔اوراس ولائیت علیہ کے عجائب وغرائب بیان فرمایا کرتے تھا اور ہمیشہ فروتن متواضع ملتجی متضرع اور متذلل ومنکسر رہا کرتا تھا۔اورفرمایا کہ اولیاء میں سے ایک نے حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے ایک چیز مانگی ہے۔میں نے التجاء وتضرع مانگی ہے۔

محمد فرخ کی نسبت کیا لکھوں۔گیارہ سال کی عمر میں کافیہ پڑھتا تھا اور سبق سمجھ کر پڑھتا تھا اور ہمیشہ عذاب آخرت سے ہراساں ولرزاں رہتا۔اوردعا کرتا کہ طفولیت میں دنیائے فانی سے رخصت ہوجائے۔تاکہ آخرت کے عذاب سے خلاصی پائے۔مرض موت میں جن یاروں نے اس کی بیمارداری کی اُس سے عجائب وغرائب مشاہدہ کئے۔محمد عیسیٰ کی آٹھ سال کی عمر تک کی کرامات وخوارق جو لوگوں نے مشاہدہ کئے وہ میں کیا لکھوں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ میرے تینوں فرزند جواہر نفیسہ تھے۔جو بطور ودیعت

Marfat.com

ہمارے سپرد کیے گئے تھے۔الحمدللہ والمنۃ کہ ہم نے بغیر کسی ناخوشی واکراہ کے امانتیں اہل امانات کے حوالہ کر دیں۔(مکتوب نمبر ۳۰۶ جلداوّل)

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کی قبر پہلے کچی تھی۔پھر کچھ مدت کے بعد آپ کے والد بزرگوار نے اس پر ایک گنبد تعمیر فرمایا۔قبر مبارک اس قبہ کے مرکز بلکہ مرکز سے ذرا مغرب کی طرف تھی۔جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔تو اُن کو بھی اسی قبہ میں دفن کیا گیا۔

آپ کی اولاد میں سے صرف ایک فرزند زینہ تھا۔جس سے آگے سلسلہ چلا۔

خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ کے دوسرے فرزند ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان المعظم ۱۰۰۵ھ میں بمقام سرہند شریف ہوئی۔بچپن ہی سے آثار ہدایت وولایت آپ کی پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔چنانچہ آپ کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ:

"محمد سعید چار پانچ سال کے تھے کہ بیمار ہوگئے۔غلبہ مرض میں ان سے پوچھا گیا کہ تم کیا چاہتے ہو۔بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔میں نے ان کی یہ بات حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے عرض کی۔فرمایا:

تمہارے محمد سعید نے رندی وحریفی کی اور غائبانہ ہم سے نسبت لے گیا۔

جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق سے اور کچھ شیخ طاہر لاہوری سے اور باقی اپنے والد بزرگوار سے پڑھا۔سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوکر تدریس میں مشغول ہوئے اور کئی تصانیف لطیفہ تحریر فرمائیں۔چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح پر تعلیقات لکھیں۔جن میں مذہب حنفی کی تائید کی۔

Marfat.com

حاشیہ خیالی پر ایک حاشیہ متین لکھا اور اس میں اپنے وقائق خلاصہ تحریر فرمائے۔ ایک رسالہ رفع سبابہ کی ممانعت میں تحریر فرمایا۔ مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مخالف کو ساکت کر دیا کرتے تھے۔ جب کبھی کسی محفل سلطانی میں جاتے تو بادشاہ آپ ہی سے مسائل دریافت کرتا تھا۔ حالانکہ علماء وفضلاء موجود ہوتے۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک جلد مکتوبات شریف کی ہے۔ جس میں آپ نے بڑے بلند حقائق اور ذات وصفات کے متعلق دقائق بیان کیے ہیں۔

آپ نے کمالات باطنی مثل علوم ظاہری کے کامل طور سے اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں حاصل کیے۔ اور ولایت محمدی ﷺ سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر عمر میں تعلیم طریقہ اور خدمت ارشاد آپ کے اور خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کے سپرد کر دی تھی۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر قطب کے واسطے دو امام درکار ہیں۔ محمد سعید علیہ الرحمہ اور محمد معصوم علیہ الرحمہ دونوں میرے امام ہیں۔

حضرت شیخ نے آپ کی نسبت بہت سی بشارتیں دی ہیں۔ چنانچہ آپ کو خلعت خلّت کی بشارت دی۔ ایک روز فرمایا کہ ہمارے محمد سعید علماء راسخین سے ہیں۔ اور ایک روز فرمایا کہ محمد سعید زمرہ سابقین میں سے ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا۔ کہ مجھ پر میدانِ قیامت اور میدانِ قیامت اور میرے مریدوں کا پل صراط سے گزرنا منکشوف ہوا۔ محمد سعید ہم سب میں سے آگے چل رہے تھے۔ اور کتاب اعمال سیدھے ہاتھ میں ہوئے تھے۔ پس ہم سب بہشت میں داخل ہو گئے۔ نیز فرمایا کہ محمد سعید خازن رحمتِ الٰہی ہے۔ قیامت کے دن تقسیم خزائن رحمت اس کے سپرد ہوگی۔ فرمایا کہ محمد سعید! تم نے دائرہ نفی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قطع کر لیا اور اب اس بات میں میرے شریک ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ عروج ونزول کے ہر مقام میں تم میرے ہم راہ رہے ہو۔ ایک روز فرمایا کہ محمد سعید! تم میرے ضمنی ہو۔ اور تم

Marfat.com

اس بات سے تنگ دل نہ ہونا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول مقبول ﷺ کے ضمنی تھے۔

آپ کے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مناقب یوں تحریر فرماتے ہیں:

"چھوٹی عمر سے قبول و کرامت کے آثار ان سے ظاہر تھے۔ اور بچپن کے زمانہ سے ولایت و نجابت کے اطوار نمایاں تھے۔ حضرت قطب الولایۃ خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات کے زمانہ میں یہ خرد سال تھے۔ اور حضرت خواجہ کی ظاہری ملازمت میں نہیں پہنچے تھے۔ لیکن حضرت خواجہ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ محمد سعید حریف ہے۔ ہم سے غائبانہ نسبت لے گیا ہے۔

انہوں نے کمالات ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاصل کئے ہیں اور سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری معقول و منقول کو کامل کے درجہ پر پہنچایا ہے۔ اور اپنے والد بزرگوار کی طرح کمال تشرع و تقویٰ سے آراستہ اور متابعت سنت و عمل بر عزیمت سے پیراستہ تھے۔ کلام کی نرمی۔ کمال تواضع۔ مہمانوں کی دل جوئی میں اہتمام۔ موجود کو خرچ کر دینا اور اپنی ہستی کی نفی ان کا طریقہ حسنہ ہے۔ سند عالی کے ساتھ قرآن مجید کی تجوید فرمائی۔ حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام میں سند جید اور رتبہ اعلیٰ رکھتے ہیں۔ اور فقاہت میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ ہمارے حضرت (مجدد علیہ الرحمہ) کو اکثر اوقات جو مسئلہ فقہیہ کی تحقیق کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو ان سے دریافت کر لیتے ہیں۔ بعض وقت یہ جو مشکلات مسائل کو حل کرتے تھے اور بعض مضایق سے خلاصی کی راہ بتایا کرتے تھے تو حضرت بہت خوش ہوا کرتے تھے اور ان کے حق میں دعا کیا کرتے تھے۔ اور حضرت کے حضور میں مراتب کمال و تکمیل کو پہنچے تھے اور خلافت سے مشرف تھے۔ اس وقت بھی تعلیم

طریقہ اورارشاد طلبہ فرمایا کرتے تھے۔اور معاد (آخرت) کی کمال عقل کے باوجود عقل معاش میں بھی درجہ کامل رکھتے تھے۔چنانچہ اکثر امور میں ان سے صلاح ومشورہ کیا کرتے تھے۔اوران کی رائے کو پسند فرماتے تھے اور امور باطن میں بھی یہ حضرت کے رازدار تھے اور حضرت ان سے وہ راز بیان کردیا کرتے تھے کہ جن میں کم کوئی شریک ہوتا اور یہ حضرت کے پوشیدہ اسرار اور معاملات خاصہ کے ساتھ مبشر و متحقق میں ظاہری امراض والے ان کی توجہ سے شفا کے طالب ہیں اور باطنی امراض والے ان کے تصرف سے جمعیت کے ساتھ سلوک طے کرتے ہیں۔

حاصل کلام یہ قطب المحققین وارث المرسلین حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے اس قول کے مصداق ہیں۔کہ ہم فضلی ہیں۔ان کی بزرگی میں یہ نقل کافی ہے۔کہ یہ معاملہ میں دیکھتے ہیں کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام جمع ہیں اور یہ (محمد سعید) بھی ہمارے حضرت (مجدد) کے چند یاروں کے ساتھ اس مجلس میں حاضر ہیں۔اس اثناء میں اصحاب کرام ایک کاغذ طلب کرتے ہیں۔تاکہ آں سرور ﷺ کی خدمت میں عرضداشت لکھیں چنانچہ کاغذ حاضر کیا گیا۔اورانہوں نے اس مضمون کی عرضداشت لکھی کہ یہ (محمد سعید وغیرہ) اور ہم عنایت الٰہی جل شانہٗ میں برابر ہیں حالانکہ ہم نے یہ سب تکالیف اور ریاضت شاقہ اٹھائی ہیں اور انہوں نے نہیں اٹھائیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں یہ آیت قرآنی تحریر فرمائی: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط اور معارف حقائق کے بیان کرنے اور اسرار ودقائق کی شرح میں زبان عالی و بیان شافی رکھتے ہیں۔ اور چونکہ اہل باطن کے نزدیک سب سے بڑا کمال اور سب سے ظاہر کرامت دقائق ذات اور حقائق صفات تعالت وتقدست میں کلام ہے۔جوان سے جوش ذوق اور خروش شوق میں

Marfat.com

صادر ہوا ہے۔ناچار میں ان کے کمالات کی شرح اور کرامات کی تفصیل سے زبان کو بند کر کے ان کے ملفوظات و مکتوبات کا حوالہ دیتا ہوں۔تا کہ ان سے اُس تک سراغ لگا ئیں۔اور معنی سے صورت کی طرف رغبت کریں۔کسی نے خوب کہا ہے:۔

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

(مکتوبات معصومیہ نمبر ۳ جلد ثالث)

آپ حرم شریف کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ہیں۔میں وہاں کے حالات و واردات کو آپ کے فرزند پنجم حضرت شیخ عبدالاحد نے ایک رسالہ میں ذکر کیا ہے۔نقل ہے کہ ایک روز آپ حرم نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھ رہے تھے۔کہ روضہ مقدسہ سے آواز آئی:

العجل العجل اناالیک مشتاق جلدی کیجئے جلدی کیجئے میں تمہارا مشتاق ہوں

کہتے ہیں کہ آپ نے حضور سرور کائنات ﷺ کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔آپ صاحب کرامت ہیں۔آپ کی کرامات و کلمات قدسیہ کی تعداد کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

آخری عمر میں آپ کو اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی منت سماجت سے دہلی بلایا اور آپ بھی اس کے اخلاص کو مدنظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ابھی وہیں تھے کہ بیماری شروع ہوئی اور روز بروز ترقی پر تھی۔بہتیرا علاج معالجہ کیا۔مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔آخر کار جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ وقت قریب ہے تو بادشاہ سے رخصت لے کر وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دہلی سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر سنبھالکہ میں پہنچے تو ۲۷ رجمادی الآخری ۱۰۷۰ھ میں وہیں وصال ہوا۔تجہیز و تکفین کے بعد پالکی میں سرہند شریف لائے گئے۔خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے حکم دیا کہ آپ کو بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔حضرت عروۃ الوثقیٰ نے

Marfat.com

اصرار کیا۔لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا تو قبلہ کی دیوار چاروں طرف سے ہٹ گئی اور فرش غائب ہو گیا اور آپ دفن کیئے گئے۔

آپ کی اولاد آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔آپ کے تیسرے لڑکے مولوی فرخ شاہ تھے۔جو بڑے جید عالم تھے۔حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اکثر اولاد ان ہی کی شاگرد ہے۔مخالفوں نے جو کلام حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیئے ان کے جواب میں آپ نے رسالہ کشف الخطا لکھا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔آپ نے ۴ رشوال ۱۱۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے روضہ سے جانب مغرب قبہ مبارک میں دفن ہوئے۔حضرت خازن الرحمت کے پانچویں فرزند شیخ عبدالاحد مشتہر بہ شاہ گل اپنے زمانہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔اور صاحب تصانیف تھے۔شعر بھی کہتے تھے۔وحدت تخلص تھا۔چنانچہ آپ کا دیوان اور مثنوی چارچمن مشہور و معروف ہیں۔ان کے علاوہ شواہد التجدید۔لطائف مدینہ اور جنود اللہ وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے ان کو گل کہا کرتے تھے۔جمعہ کے دن ۲۷/ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو دہلی میں وفات پائی۔جب قیوم رابع کو شیخ صاحب کی وفات کی اطلاع ہوئی۔تو فرمایا کہ گل بجنت رسید۔پھر نماز جنازہ ادا کر کے نعش کو سرہند بھیج دیا اور وہاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں حوض کے اُوپر صفہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیے گئے۔شیخ خلیل اللہ حضرت خازن رحمت کے چھٹے فرزند ہیں۔آپ علم حلم ورع و تقویٰ سے آراستہ اور شریعت و طریقت کے پابند تھے۔۱۱۳۱ھ میں وصال فرمایا۔حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔

خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ وفرزند سوم تھے۔آپ کی ولادت ۱۰ ارشوال ۱۰۰۷ھ میں ہوئی۔آپ کے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ محمد معصوم کی آمد ہمارے واسطے بہت مبارک ہوئی۔کیونکہ ان کی پیدائش کے چند ماہ بعد ہم حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور انکی خدمت میں دیکھا جو کچھ دیکھا۔

لڑکپن ہی میں آپ کے والد بزرگوار آپ کی بلند استعداد کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا محمدی المشرب ہے۔چنانچہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''از فرزندی محمد معصوم چہ نویسد کہ وے بالذات قابل ایں دولت است۔ یعنی ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور یہ بھی فرماتے تھے کہ محمد معصوم کی بلند استعداد کی وجہ تھی کہ تین سال کی عمر میں حرف توحید آپ کی زبان مبارک سے نکلا۔اور یوں کہنے لگے کہ میں آسمان ہوں میں زمین ہوں میں یہ ہوں میں وہ ہوں۔دیوار حق ہے۔حضرت شیخ نے اس وقت فرمایا کہ اس طریق میں پیرو جواں برابر ہیں۔اور انوار فیوض کے وصول میں عورتیں اور بچے مساوی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آثار رشد کو دیکھ کر آپ پر نظر عنایت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ علم مبداء حال ہے۔اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔اسی وجہ سے حضرت نے آپ کو علوم معقول ومنقول کی تحصیل کی ہدایت کی۔اکثر علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار سے اور کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق اور شیخ محمد طاہر لاہوری علیہ الرحمہ سے پڑھے۔

چودہ سال کی عمر میں آپ نے واقعہ میں دیکھا کہ میرے بدن سے ایک نور نکلتا ہے کہ اس سے تمام عالم منور ہے۔اور وہ نور عالم کے ہر ذرہ میں ساری ہے۔مثل آفتاب

Marfat.com

کے کہ اگر وہ غروب ہو جائے۔تو عالم تاریک ہے۔آپ نے یہ واقعہ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا۔تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکو بدیں الفاظ بشارت دی:

''تو قطب وقت خویش میشوی و ایں سخن از من یاددار''

(مکتوبات معصومیہ۔جلد اول،مکتوب ۸۶)

اشاعت طریقہ

حضرت قیوم ثانی یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو مسند ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔جن میں سے دو ہزار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء جو مختلف مما لک میں تھے۔وہ بھی مختلف اوقات میں سرہند شریف میں حاضر خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ماوراء النہر۔خراسان و بدخشان وغیرہ مما لک کے بادشاہوں نے اپنے وکیل مع تحائف بھیج کر غائبانہ آپ سے دوبارہ بیعت کی۔قیومیت کے تیسرے سال جب شاہجہان تخت پر بیٹھا۔تو سرہند میں حاضر خدمت ہو کر دوبارہ بیعت سے مشرف ہوا۔اور ترویج اسلام میں غائت درجہ کوشش کی گئی۔چوتھے سال خواجہ محمد حنیف کابلی حاضر خدمت ہو کر آپ سے بیعت ہوئے۔آپ نے انہیں خلافت دے کر کابل بھیج دیا۔خواجہ صاحب کو وہاں بڑی قبولیت نصیب ہوئی اور ہزار ہا لوگ ان کے مرید ہو کر صاحب حال ہوئے۔پانچویں سال خواجہ محمد صدیق پشاوری اور شیخ ابو الظفر برہان پوری حاضر خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے آپ نے خواجہ صاحب کو خلافت دے کر پشاور بھیجا۔جہاں ان کو بڑی کامیابی ہوئی۔اور شیخ صاحب کو کچھ مدت کے بعد خلیفہ بنا کر دکن روانہ کیا۔جہاں بہت سے لوگ ان کے مرید ہوئے چھٹے سال اخون موسیٰ ننگر ہاری اور خواجہ عبد الصمد کابلی شرف بیعت سے مشرف

ہوئے اور خلافت پا کر اپنے اپنے وطن میں اشاعت طریقہ میں مشغول ہوئے۔ ساتویں سال شیخ بدرالدین سلطان پوری اور شیخ انور نور سرائی بیعت ہوئے اور خلافت دے کر بغرض اشاعت طریقہ سلطانپور اور نور محل میں بھیج دیئے گئے۔ آٹھویں سال ملک شام کے سات سو علماء و مشائخ اور وہاں کے دیگر ہزار ہا آدمی سرہند شریف میں آ کر بیعت سے مشرف ہوئے اور نویں سال خنگار روم نے اپنے وکیل کے ہاتھ تحائف وہدایا بھیجے اور غائبانہ بیعت کی۔ تیرہویں سال عبدالعزیز شاہِ توران غائبانہ بیعت سے مشرف ہوا۔ چودہویں سال شہزادہ محمد اورنگزیب عالمگیر بیعت سے مشرف ہوئے۔ پندرہویں سال اورنگزیب کی بہن روشن آراء نے اور سولہویں سال روشن آراء کی بہن گوہر آراء نے آپ سے بیعت کی۔ انیسویں سال سلطان عبدالرحمٰن شاہِ خراسان اور اس کی بیگم بیعت سے مشرف ہوئے۔ اکیسویں سال ترکستان ودشت وقچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت غائبانہ مرید ہوئے۔ بائیسویں سال شاہ سلیمان بادشاہِ ایران رفض سے تائب ہو کر غائبانہ مُرید ہوا اور اس کے ساتھ ہزار ہا شیعہ تائب ہو کر مرید ہوئے۔ تیئسویں سال بادشاہ کاشغر غائبانہ مرید ہوا۔ چوبیسویں سال امام یمن غائبانہ مرید ہوا۔ پچیسویں سال شیخ حبیب اللہ بخاری کو جو دسویں سال مرید ہوا تھا۔ خلافت دے کر بخارا میں بھیجا۔ وہاں ان کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چھوٹے بڑے وضیع وشریف خوانین وسلاطین اور رعایا مرید ہوئی۔ اور چار سو نے درجہ تکمیل پر پہنچ کر ان سے خلافت پائی۔ ان کے سلسلہ عالیہ خراسان و ماوراءالنہر میں بہت پھیلا۔ ستائیسویں سال حضرت نے اپنے خلیفہ خواجہ ارغون کو خطۂ چین میں بھیج دیا۔ اور اس کے ہاتھ پر وہاں کا بادشاہ ملقب بہ قآن مسلمان ہو گیا۔ اٹھائیسویں سال آپ نے شیخ مراد کو خلافت دے کر بغرض اشاعت ملک شام میں بھیجا۔ وہاں آپ دمشق میں مقیم ہوئے اور والئی شام اور تمام امراؑ اور دیگر لوگ بکثرت ان کے حلقہ ارادت میں آئے اور سلسلہ عالیہ

Marfat.com

اس ولایت میں پورے طور پر رائج ہوا۔ چونتیسویں سال بہت سے ارادتمندوں کے ساتھ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ چھتیسویں سال واپس آئے۔ جب بندرگاہ سُورت میں پہنچے تو ہر روز ہزار آدمی مرید ہونے لگے۔ صبح وشام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ہجوم خلق کی یہ کیفیت ہوئی کہ امراء وسلاطین کو آپ کی زیارت بدقت نصیب ہوتی۔

قصہ کوتاہ حضرت قیوم ثانی علیہ الرحمہ کی کثرت ارشاد ومشیخت بیان سے باہر ہے۔ جناب پیغمبر خدا ﷺ اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد ومشیخت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ مرأت العالم وجہاں نما میں جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ یوں لکھا ہے کہ مشیخت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جہان کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ علماء مشائخ چھوٹے بڑے وضیع وشریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے آنحضرت کے مرید تھے۔ لاانتہا خاص وعام بندگانِ خدا صبح وشام پروانوں کی طرح آنجناب پر جان فدا کرتے۔ ہندوستان۔ توران۔ ترکستان۔ بدخشان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام اور یمن کے بادشاہ آنجناب کے مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں کے لوگ آنحضرت کو خواب میں دیکھ کر اور انبیاء واولیاء سے خوشخبری پا کر حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ مختلف ملکوں میں آنجناب کے خلفاء کی خدمت میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مرید حاضر خدمت ہوتے اور فنا وبقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔ حضرت کی مجلس کا رعب ودبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آپ بدرجہ غائت مہربان تھے۔ لیکن پھر بھی بسبب غایت ادب اس نے آنجناب کے

Marfat.com

حضور میں کسی سے کبھی گفتگو نہ کی اور بغیر اذن نہ بیٹھا۔

چالیسویں سال خصوصیت سے تمام روئے زمین کے خلفاء مع اپنے مریدوں کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ اور امیر اپنی سلطنت اور امیری چھوڑ کر آپ کی زیارت کو آئے چنانچہ خانان توران وترکستان والیان دست قبچاق وبدخشاں فرمانروایان خطا وخراسان۔ تخت نشینان کاشغر وطبرستان۔ حاکمان قہستان وگرجستان سب کے سب حضرت کے دیدار فائض الانوار کے واسطے شہر سرہند میں حاضر ہوئے شہر کے گرداگرد ایک ایک میل تک لشکر پڑا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہوا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کو بھی کافی جگہ نہ ملتی۔

چوالیسویں سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو حسب ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کو کابل اور اس کے گردونواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید دیئے۔ بدخشان ترکستان دشت قبچاق کاشغر خطا روم شام کے تمام مرید اور ہند کے بعض آدمی حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے سپرد کیے۔ حسب ذیل خلفاء بھی ان کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری۔ خواجہ عبدالصمد اخون۔ موسیٰ ننگر ہاروی۔ شیخ مراد شامی۔ خواجہ ارغون خطائی وغیرہ۔ شہزادہ اورنگزیب عالمگیر بھی آنجناب کے سپرد ہوا۔ جب حضرتِ حجۃ اللہ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کو خراسان و ماوراءالنہر۔ توران۔ دارگنج۔ غورسد۔ اندراب۔ قہستاں۔ طبرستان اور سجستان کے علاقے سپرد کئے اور حسب ذیل خلفاء آپ کے ماتحت کیئے۔

شیخ ابوالمظفر برہانپوری۔ شیخ حبیب اللہ بخاری۔ صوفی پاینده طلاء۔ شیخ ابوالقاسم بلخی وغیرہ اور ہند کے اکثر وزراء اور شہزادہ معظم شاہ بھی آپ کے سپرد ہوئے۔ آخر انھوں

Marfat.com

نے بھی حضرت حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفاء کو خواجہ محمد اشرف کے سپرد کیا۔شہنشاہ اورنگزیب ۔اعظم شاہ۔جعفر خان۔وزیر شائستہ خان۔مکرم خان۔محتشم خان اور سلطان عبدالرحمٰن ۔حضرت شیخ محمد سیف الدین کے سپرد کیے۔اور حسب ذیل خلفاء ان کے حوالہ کیے۔اخوان میر محمد حسن سیالکوٹی۔صوفی پاینده ملاس۔شیخ ابوالقاسم بھکری وغیرہ۔سلطان ہند نے آخر حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔حضرت محمد صدیق کو عرب بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کیے۔بعد ازاں حضرت قیوم ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے تمام خلفاء کو جہان کے مختلف حصوں میں ۷۰۰ خلفاء ترکستان اور قسجوق میں بھیجے۔ان کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبدالرحمٰن کو بنایا۔پانچ سو خلفاء کاشغر اور خطا کی طرف روانہ فرمائے۔اور ان کا سردار خواجہ ارغون کو مقرر فرمایا۔چار سو خلفاء شام اور روم کی طرف بھیج کر ان کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔سات سو خلفاء خراسان اور بدخشان اور توران میں شیخ حبیب اللہ کے ماتحت کر کے بھیجے ایک سو خلفاء کابل میں اور ایک سو خلفاء نواحِ پشاور میں بھیجے۔بیس خلفاء ننگرہار میں بھیجے ۔ان سب کا سردار خواجہ محمد حنیف خواجہ محمد صدیق۔اور اخون موسیٰ کو مقرر فرمایا اور کہتے ہیں کہ خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہِ راست نولاکھ آدمی حضرت قیوم ثانی علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے۔آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تھی۔جو سب کے سب صاحب کمالات تھے۔

وفات

آپ کو وجع المفاصل کا مرض تھا۔آخر عمر میں اس مرض نے بہت غلبہ پایا۔وفات سے دو تین روز پیشتر آپ نے قرب وجوار کے بزرگوں کو ایک رقعہ میں مضمون لکھا کہ وقت رحلت آپہنچا ہے۔دعا فرمائیں کہ خاتمہ بالخیر ہو۔وفات سے ایک روز پیشتر جمعہ کے دن آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ امید نہیں کہ کل اس وقت دنیا میں رہوں۔اور

Marfat.com

سب کو پندونصائح فرما کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح کو آپ نے نماز فجر کمال تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کی۔ مراقبہ معمولہ کے بعد اشراق پڑھی۔ بعدازاں سکرات موت آپ پر شروع ہو گئے۔ اس وقت آپ کی زبان مبارک جلد جلد چلتی تھی۔ صاحبزادوں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ آپ یٰسین شریف پڑھتے تھے۔ غرض کہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

تواریخ وفات حضرات نقشبندیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نام بزرگان	تاریخ وفات	مقام مزار شریف
حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ شریف
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ	مدینہ شریف
حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۰ رجب ۳۳ھ	مدائن
حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ	۲۴ جمادی الاول ۱۰۷ھ	مدینہ شریف
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ
حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ	۱۵ شعبان ۲۶۱ھ	بُسطام شریف
حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ	۱۰ محرم الحرام ۴۲۵ھ	خرقان شریف
حضرت ابوالقاسم گورگانی رضی اللہ عنہ	۲۳ صفر ۴۵۰ھ	گورگان شریف
حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رضی اللہ عنہ	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ	طوس
حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ	۲۷ رجب ۵۳۵ھ	مرو
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان
حضرت خواجہ عارف ریوگری رضی اللہ عنہ	یکم شوال ۶۱۶ھ	ریوگر
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رضی اللہ عنہ	۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ	انجیر

Marfat.com

حضرت خواجہ عزیزان العلی رامیتنی رضی اللہ عنہ	۲۷/ذیقعد ۷۲۱ھ	خوارزم
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رضی اللہ عنہ	۱۰/جمادی الثانی ۷۵۵ھ	سماس
حضرت سید امیر کلال رضی اللہ عنہ	۸/جمادی الاول ۷۷۲ھ	کوخمار
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ	۳/ربیع الاول ۷۹۱ھ	بخارا
حضرت خواجہ علاء الدین رضی اللہ عنہ	۲۰/رجب ۸۰۲ھ	زچوغائیاں
حضرت خواجہ یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ	۵/صفر ۸۵۱ھ	چرخ (غزنی)
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ	۲۹/ربیع الاول ۸۹۵ھ	تاشقند
حضرت خواجہ محمد زاہد رضی اللہ عنہ	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	وخش
حضرت خواجہ درویش محمد رضی اللہ عنہ	۹/محرم الحرام ۹۷۰ھ	استراد
حضرت خواجہ محمد امکنگی رضی اللہ عنہ	۲۲/شعبان ۱۰۰۸ھ	امکنگ
حضرت خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ رضی اللہ عنہ	۲۵/جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ	دہلی
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ	۲۸/صفر ۱۰۳۴ھ	سرہند شریف
حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ	۹/ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	سرہند شریف

Marfat.com

منقبت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

زمانے بھر میں ہے چرچا مجدد الف ثانی کا
ہر عاشق والہ و شیدا مجدد الف ثانی کا

ہوائیں فیض و رحمت کی اسی گلشن میں چلتی ہیں
ریاضِ خُلد ہے روضہ مجدد الف ثانی کا

روانہ غوثِ اعظم نے کیا جُبّہ محبت سے
مقام اس میں ہے پوشیدہ مجدد الف ثانی کا

یہی دربار ہے چاروں سلاسل کا حسیں سنگم
بھرا ہے فیض سے دریا مجدد الف ثانی کا

کمالاتِ نبوت کا مزہ جس نے نہیں چکھا
وہ کیا جانے بھلا رتبہ مجدد الف ثانی کا

بٹی تھی خاص غارِ ثور کی خلوت میں جو نعمت
ہے اُس فیضان میں حصہ مجدد الف ثانی کا

شبِ الحاد و بدعت چھٹ گئی یکسر زمانے سے
نکل کر مہر جب چمکا مجدد الف ثانی کا

ملی مُردہ دلوں کو زندگی ذکر الٰہی سے
یہ ہے واللہ کرم سارا مجدد الف ثانی کا

خُدا کے فضل سے شہزاد ہم بھی نقشبندی ہیں
ہمارے سر پہ ہے سایہ مجدد الف ثانی کا

رشحاتِ قلم: محمد شہزاد مجددی سیفی